جامعہ مدنیہ (جدید) کا ترجمان

علمی دینی اور اصلاحی مجلہ

انوارِ مدینہ
لاہور

بیاد
عالمِ ربانی محدثِ کبیر حضرۃ مولانا سید حامد میاںؒ
بانی جامعہ مدنیہ

شوال المکرم ۱۴۲۲ھ

جنوری ۲۰۰۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماهنامه

انوار مدینہ

جلد : ۱۰ | شوال المکرم ۱۴۲۲ھ۔ جنوری ۲۰۰۲ء | شمارہ : ۱

مدیر اعلیٰ

سیّد محمود میاں

مہتمم جامعہ مدنیہ (جدید) رائیونڈ روڈ لاہور

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۳ روپے ــــــــ سالانہ ۱۵۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، دبئی ــــــــ ۵۰ ریال

بھارت، بنگلہ دیش ــــــــ ۶ امریکی ڈالر

امریکہ، افریقہ ــــــــ ۱۶ ڈالر

برطانیہ ــــــــ ۲۰ ڈالر

○ اس دائرے میں سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ ماہ ـــــ سے آپ کی مُدّتِ خریداری ختم ہو گئی ہے، آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ ـــــ ارسال فرمائیں۔

ترسیلِ زر و رابطہ کیلئے

دفتر ماہنامہ "انوار مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور

پوسٹ کوڈ: ۵۴۰۰۰ موبائل: ۰۳۳۳-۴۲۴۹۳۰۱

فون: ۲۰۰۵۷۷ فون/فیکس: ۷۷۲۶۷۰۲-۴۲-۹۲

E-mail jamiamadaniajadeed@hotmail.com

سیّد رشید میاں طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ "انوارِ مدینہ" جامعہ مدنیہ کریم پارک لاہور سے شائع کیا۔

اس شمارے میں

حرف آغاز -- ۳

درس حدیث ---------- حضرت مولانا سید حامد میاں صاحبؒ -------- ۸

اسلامی آداب ---------- حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحبؒ ------ ۱۵

نعت ---------- مولانا رشید احمد لدھیانوی -------------- ۲۲

فہم حدیث ---------- حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب ----- ۲۴

کیا ہم اس کے لیے بھی تیار نہیں ہیں؟ -- مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی -------- ۲۸

امریکی و برطانوی مصنوعات کا بائیکاٹ ---------------------- ۳۲

انبیاء کرامؑ واولیاء عظام کا توسل ----- حافظ مجیب الرحمٰن اکبری ------------ ۳۹

دینی مسائل ---------------------------------- ۵۱

چھوٹے دجال کا عبرت ناک انجام ------------------------ ۵۶

ایک سے بڑھ کر ایک ---------------------------------- ۵۷

تحریکِ احمدیت ---------------------------------- ۵۸

حاصل مطالعہ ---------- حضرت مولانا نعیم الدین صاحب -------- ۶۱

رابطہ: دفتر کراچی

حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہٗ، خطیب جامع مسجد سٹی اسٹیشن کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمده و نصلی علی رسوله الكريم امابعد!

طالبان کی قلیل جماعت نے مختصر عرصہ میں امارت اسلامیہ افغانستان میں اسلام کے جس علم کو بلند کیا تھا اس کو مسلمانوں ہی نے کفر کی سر پرستی میں سرنگوں کر دیا اسلام کے ان باغیوں کو شاید اس بات کا احساس نہ ہو کہ وہ کتنے بڑے جرم کا ارتکاب کر چکے ہیں اسلام کی عمارت کو زمین بوس کر کے کفر کے جھنڈے گاڑنے والے خدا کے سامنے کس منہ سے حاضر ہوں گے نبی علیہ السلام کی شفاعت کے کیونکر طالب ہوں گے شکست اور فتح اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے البتہ اہلِ حق کو دونوں ہی صورتوں میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑے اجر وثواب کی بشارتیں ہیں یہی وجہ ہے کہ اللہ کے مجاہدوں کی یہ چھوٹی سی جماعت اتنی بڑی آزمائش وابتلاء کے باوجود اپنے رب کی رسی کو مضبوطی سے تھامے ہوئے ہے لیکن عوام الناس میں مذہبی رجحان کے حامل طالبان سے محبت رکھنے والے بہت سے لوگ طالبان کی پسپائی سے بہت ہی زیادہ دل برداشتہ ہو کر مایوسی کا شکار ہو گئے اور بعض لوگوں کی مایوسی اتنی بڑھ گئی کہ خدائی وعدوں پر ان کا ایمان متزلزل ہو گیا--------- اور طالبان کی بیکسی اور مظلومیت پر اللہ سے شکوہ بلکہ اس کی ذات پر اعتراض کر بیٹھے والعیاذ باللہ

صدیوں پہلے بھی ہمارے نبی ﷺ اور آپ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین پر بھی بہت سخت وقت اور آزمائشیں آئیں غزوہ احد کی سختی قرآن کی زبانی ملاحظہ فرمائیں:

جب چڑھ آئے تم پر (دشمن) اوپر کی طرف سے اور نیچے سے اور جب (خوف سے) بدلنے لگیں آنکھیں اور پہنچے دل گلوں تک (کلیجہ منہ کو آگا) اور اٹکل کرنے لگے تم اللہ پر طرح طرح کی اٹکلیں (یہ حال کچے ایمان والوں کا ہوا) وہاں جانچے گئے ایمان والے اور جھڑجھڑائے

گئے زور کا جھڑ جھڑانا اور جب کہنے لگے منافق اور جن کے دلوں میں روگ ہے وعدہ کیا تھا ہم سے
اللہ نے اور اس کے رسول نے سب فریب تھا۔ (پارہ ۲۱ رکوع ۱۸)

اللہ تعالیٰ پر اعتراض یا شکوہ کا حق کسی حال میں بھی کسی کو حاصل نہیں ہے ہم جس خدا کی عبادت کرتے ہیں وہ زمین و آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے یا آسمان سے پرے ہے ہر چیز کا خالق اور مالک حقیقی ہے وہ کسی ضابطہ اور قانون کا پابند نہیں ہے ورنہ تو صدر وزیر اعظم اور دیگر بڑے اور چھوٹے عہدیداروں چپڑاسی وغیرہ اور اللہ میں کوئی فرق نہیں رہ جاتا وہ بھی جوابدہ ہوتے ہیں اور اللہ بھی جوابدہ اور پابند ٹھہرا تو ایسے اللہ کے سامنے جو کہ مجبور اور پابند ہو کوئی بھی مسلمان سر جھکانے کے لیے تیار نہ ہوگا۔

قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لا یسئل عمایفعل و ھم یسئلون یعنی وہ جو کرے اس کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں کی جاسکتی اور ان (لوگوں) سے پوچھ گچھ کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ ہر حال میں بے نیاز اور بے پرواہ ہے ہم سب اور ساری کائنات اس کی محتاج ہے **واللہ الغنی وانتم الفقراء** آگے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں اپنی شانِ بے نیازی کا ان واشگاف الفاظ میں اعلان فرمارہے ہیں۔

وان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم (پارہ ۲۶ رکوع ۸)

''اور اگر تم پھر جاؤ گے (نافرمانی کر کے) تو بدل لے گا (اللہ تعالیٰ) اور لوگ تمہارے سوائے پھر وہ نہ ہوں گے تمہاری طرح کے (نافرمان)''

اگرچہ طالبان جن پر ہر قیامت گزر گئی اور وہ اس کو خدائی مشیت سمجھ کر جھیل گئے اللہ اس پر ان کو پوری امت کی جانب سے بہت بڑا اجر اپنے شایانِ شان عطا فرمائے مگر بعض دین اور طالبان سے محبت رکھنے والے اپنی کم فہمی کی بناء پر طالبان کی دینداری اور تقوی کی وجہ سے اس ابتلاء کو خدائی ظلم قرار دینے لگے والعیاذ باللہ

حالانکہ اللہ کا ہر کام مبنی بر حکمت اور شانِ بے نیازی میں ڈوبا ہوا ہوتا ہے وہ متکبر اور جبّار ہیں۔ قرآن پاک کے پارہ ۲۶ رکوع ۱۴ میں ارشاد فرمارہے ہیں۔

تو کہہ کیا تم جتلاتے ہو اللہ کو اپنی دینداری اور اللہ کو تو خبر ہے جو کچھ ہے آسمانوں میں اور زمین میں اور اللہ ہر چیز کو جانتا ہے (اگر واقعی سچا دین اور پورا یقین تم کو حاصل ہے تو کہنے سے کیا ہوگا جس سے معاملہ ہے وہ آپ خبردار ہے)۔ تجھ پر احسان رکھتے ہیں کہ مسلمان ہوئے تو کہہ

مجھ پر احسان نہ رکھو اپنے اسلام لانے کا بلکہ اللہ تم پر احسان رکھتا ہے کہ اس نے تم کو راہ دی ایمان کی اگر سچ کہو تو۔

معلوم ہوا کہ جس طرح اپنی دینداری اور تقوی اللہ پر جتلایا نہیں جا سکتا اسی طرح کسی دوسرے کا تقوی اور دینداری بھی اللہ پر جتلائے نہیں جاسکتے قرآن پاک میں اللہ تعالی نے فرمایا ہے:

اے لوگو تم ہو محتاج اللہ کی طرف اور اللہ وہی ہے بے پرواسب تعریفوں والا اگر چاہے (تو نافرمانی کے سبب) تم کو لے جائے اور لے آئے (تمہاری جگہ) ایک نئی خلقت اور یہ بات اللہ پر مشکل نہیں۔ (پارہ۲۲ رکوع ۱۵)

حضرت خباب ابن الارت رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی علیہ السلام سے مشرکین کی طرف سے پہنچنے والی تکلیفوں کی شکایت کی اس وقت آپ کعبہ کے سائے میں اپنی چادر کا تکیہ بنا کر تشریف فرما تھے ہم نے عرض کیا آپ (ان مشرکین کی مصیبتوں سے خلاصی کے لیے) اللہ سے دعاء کیوں نہیں فرما دیتے ۔ تو نبی علیہ السلام ٹھیک ہو کر بیٹھ گئے اور آپ کا چہرہ سرخ تھا اور فرمایا تم سے پہلی امتوں میں ایسا آدمی تھا کہ اس کے لیے گڑھا کھودا گیا اور اس کو اس گڑھے میں ڈال دیا گیا پھر آری لائی گئی اس کو اس کے سر پر رکھ کر (چلایا گیا) اور اس آدمی کے دو ٹکڑے کر دیے گئے پس یہ سب کچھ اس آدمی کو اس کے دین سے باز نہیں رکھ سکا۔ اور لوہے کے نوکیلے کنگھوں سے اس کے گوشت اور پٹھوں کو ہڈیوں سے جدا کر دیا جاتا (مگر یہ سب کچھ بھی) اس کو اس کے دین سے نہیں ہٹا سکا (پھر آپ نے قسم کھا کر فرمایا) بخدا دین کا یہ کام ضرور مکمل ہو کر رہے گا حتی کہ (ایسا امن قائم ہوگا کہ) سوار صنعاء سے حضر موت کا سفر کرے گا اور سوائے اللہ یا اپنی بکریوں پر بھیڑیے کے حملہ کے کسی چیز کا خوف نہ ہوگا۔ (فرمایا) لیکن تم لوگ جلد بازی کرتے ہو۔ (مشکوۃ ج ۲ ص ۵۲۵ بحوالہ بخاری شریف)

ایک بار ابوسفیان سے جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے اور نبی علیہ السلام کے بہت بڑے دشمن تھے روم کے بادشاہ ہرقل نے سوال کیا کہ تمہارے اور حضرت محمد ﷺ کے درمیان لڑائی کیسی ہوتی ہے تو ابوسفیان نے جواب دیا تھا کہ کبھی وہ غالب ہوتے ہیں اور کبھی ہم کو غلبہ ہوتا ہے اس پر ہرقل نے (جو کہ عیسائی تھا) جواب دیا یہ تو ان کے رسول برحق ہونے کی علامت ہے کیونکہ رسولوں کو (اللہ کی طرف سے) اسی طرح آزمائشوں میں مبتلا کیا جاتا ہے پھر بالآخر کامیابی

انہی کو ہوتی ہے۔(مشکوٰۃ ج ۲ص ۵۲۶ بحوالہ بخاری ومسلم)

توجب اللہ تعالی کا معاملہ رسولوں کے ساتھ اس قسم کا رہا ہے تو اہلِ حق کے ساتھ جو کہ نبیوں کے پیروکار ہوتے ہیں خود بخود اسی قسم کا ہوگا اور بالآخر انشاء اللہ کامیابی طالبان اور دنیا بھر میں دیگر اہلِ حق مجاہدین کی ہوگی۔

قرآن پاک میں ایک اور جگہ اللہ تعالی نبیوں اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرنے والوں کی صفات جوانمردی اور تعلق مع اللہ کا اس طرح تذکرہ فرمارہے ہیں:

''اور بہت نبی ہیں جن کے ساتھ ہو کر لڑے ہیں بہت خدا کے طالب پھر نہ (ہمت) ہارے ہیں کچھ تکلیف پہنچنے سے اللہ کی راہ میں اور نہ ست ہوئے ہیں اور نہ (دشمن کے سامنے) دب گئے ہیں اور اللہ محبت کرتا ہے ثابت قدم رہنے والوں سے (مصائب وشدائد کے ہجوم میں) اور کچھ نہیں بولے مگر یہی کہا کہ اے رب ہمارے بخش ہمارے گناہ اور جو ہم سے زیادتی ہوئی ہمارے کام میں اور ثابت رکھ قدم ہمارے اور مدد دے ہم کو قوم کفار پر پھر دیا اللہ نے ان کو ثواب دنیا کا اور خوب ثواب آخرت کا اور اللہ محبت رکھتا ہے نیک کام کرنے والوں سے'' (پارہ ۴ رکوع ۶)

بحمد اللہ ان تعلیمات پر حتی المقدور طالبان نے عمل کیا اور ہر حال میں راضی برضاء حق رہے لہٰذا ان سے محبت رکھنے والوں کو بھی چاہیے کہ وہ انبیاء علیہم السلام اور ان کے ساتھیوں کے طریقہ کو اپناتے ہوئے اللہ کے ہر فیصلہ پر راضی رہیں وہ بے پرواہ ہے اور اس کا ہر کام حکمت پر مبنی ہے ہماری عقلوں کی وہاں تک رسائی نہیں ہوسکتی لہٰذا ہرگز اللہ تعالی کی ذات یا اس کے کاموں پر اعتراض یا حرفِ شکایت نہ لانا چاہیے ہم سب اللہ کی مخلوق اور اس کے مملوک ہیں بس ہر حال میں اس کی رضا کا طلب گار رہنا چاہیے صحابہ کرامؓ کے بارے میں قرآن پاک میں آتا ہے:

یبتغون فضلامن اللہ ورضوانا یعنی وہ اللہ کے فضل اور رضاء کے طلب گار رہتے تھے اور جب بندہ اخلاص کے ساتھ جدوجہد کرتا ہے تو کامیابی اور ناکامی ہر صورت میں اللہ تعالی اس سے راضی اور خوش ہوجاتے ہیں فتح وشکست بندہ کے اختیار میں نہیں ہے اس لیے اس کے بارے میں قیامت کے دن باز پرس بھی نہیں ہوگی۔

اس لیے جن مردوں یا عورتوں سے اللہ تعالی کی ذات یا اس کے کاموں کے بارے میں اس قسم کے کلمات زبان سے نکلے ہوں ان کو چاہیے کہ اللہ تعالی سے بلا تاخیر استغفار کریں۔ اللہ تعالی مسلمانوں میں الفت واتحاد اور ان کے حکمرانوں کو اسلام کی خدمت اور سربلندی کی جدوجہد کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

موت العالِم موت العالَم

ہندو پاک کے ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی عاشق الٰہی صاحب البرنی مہاجر مدنی ۱۲رمضان المبارک کو انتقال فرما گئے انا للہ وانا الیہ راجعون ۔آپ مظاہر العلوم سہارن پور کے فاضل اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہ العزیز کے شاگرد اور خلیفہ مجاز تھے ۔آپ ہندوستان سے پاکستان تشریف لائے پھر ۱۹۷۶ء میں ہجرت کی نیت سے مدینہ منورہ تشریف لے گئے اور تادم آخر وہیں رہے آپ سے اللہ تعالیٰ نے دین کی بہت خدمت لی آپ کثیر کتابوں کے مصنف تھے ،فرقِ باطلہ کے رد میں آپ کی تحریرات بہت قابلِ قدر ہیں عامۃ المسلمین کی اصلاح اور غلط رسم ورواج کے خاتمہ کے لیے آپ نے بہت کتابیں لکھیں جس سے مخلوقِ خدا کو بہت فائدہ ہو رہا ہے آپ انتہائی سادہ اور متواضع بزرگ تھے بندہ کی ۱۹۸۹ء میں پہلی بار مدینہ منورہ میں آپ سے ملاقات ہوئی تو بہت ہی خوش ہوئے اور شفقت کا معاملہ فرمایا جب بھی مدینہ منورہ جانا ہوتا آپ عشاء کی نماز کے بعد اپنی گاڑی میں گھر لے جاتے اور کھانا کھلانے کے بعد اپنی ہی گاڑی سے واپس قیام گاہ بھجواتے ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے لیے اکثر مضامین ارسال فرماتے اور بذریعہ خط مفید مشوروں سے نوازتے ایک بار مدینہ منورہ میں مَیں نے عرض کیا کہ حضرت مجھے احرام کا کپڑا لینا ہے کتنا لوں اور کہاں سے لوں آپ اسی وقت مسجد نبوی سے اُٹھے اور میرا ہاتھ پکڑے پکڑے پیدل دکان پر تشریف لے گئے اور احرام کا کپڑا لے کر دیا یہ کپڑا آج تک بندہ کے پاس موجود ہے جب بھی حرمین شریفین جانا ہوتا ہے یہ احرام کا کپڑا میرے ساتھ ہوتا ہے عجیب اتفاق کہ بندہ ماہ رمضان میں حجاز مقدس گیا ہوا تھا مدینہ منورہ جانے میں دو دن باقی تھے کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کی اطلاع آ گئی بہت ہی دکھ ہوا زیارت کا بہت اشتیاق تھا مگر محرومی رہی ۔اللہ تعالیٰ حضرت کی دینی خدمات کو قبول فرما کر اپنے شایانِ شان اس کا بدلا عطا فرما کر اعلیٰ فردوس میں جگہ عطا فرمائے اور آپ کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے ۔

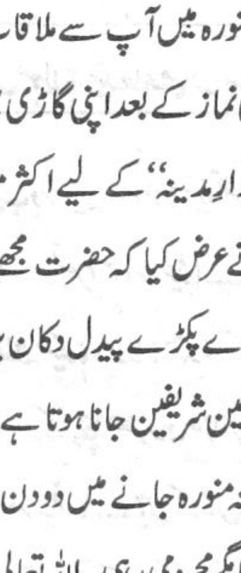

وَلٰی وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا　　درس حدیث　　عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

حضرت اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان خانقاہِ حامدیہ چشتیہ رائیونڈ روڈ کے زیرِ انتظام ماہ نامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

حضرت ابن عباسؓ کی ''فقاہت'' نبی علیہ السلام کی دعاء کا اثر تھا
اُبی بن کعبؓ کی خصوصیت، بیس رکعت تراویح کی قوی دلیل

حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب قدس اللہ سرہ العزیز

ترتیب و تزئین: مولانا سیّد محمود میاں صاحب

(کیسٹ نمبر ۳۲، سائیڈ اے، ۸۴-۳-۳۰)

الحمد للہ رب العٰلمین والصلوٰۃ والسلام علی خیر خلقہ سیّدنا ومولانا محمدؐ و آلہ واصحابہ اجمعین اما بعد!

جنابِ رسول اللہ ﷺ کے چچا حضرت عباسؓ کے صاحبزادے حضرت عبد اللہؓ کی اسلام میں عظیم شخصیت اُبھری ہے یہ بہت بڑے عالم تھے اور یہ فرماتے ہیں کہ میں اور میری والدہ پہلے ہی مسلمان ہو چکے تھے جب ہم مکہ مکرمہ میں تھے اس وقت ہی مسلمان ہو چکے تھے اور قرآن پاک میں جو ''مستضعفین'' کا ذکر ہے یعنی جو کمزور ہیں سفر نہیں کر سکتے، اپنی جگہ نہیں چھوڑ سکتے ''من الرجال والنساء'' مرد ہوں یا عورتیں ہوں تو اُن میں مَیں اور میری والدہ تھیں[1] اپنے والد ماجد کا ذکر تو نہیں کیا انھوں نے کہ میرے والد حضرت عباسؓ بھی اُن میں سے تھے، یا نہیں تھے[2] والدہ کا ذکر کیا ہے کہ میں اور میری والدہ جو ہیں وہ ان ''مستضعفین'' میں داخل تھے ہم سفر نہیں کر سکتے تھے اس بناء پر ہم مکہ مکرمہ میں رہے۔

فتح مکہ سے قبل وہاں سے ہجرت کرنا فرض تھا: ورنہ اللہ کے ہاں سوال ہو گا کہ تُو نے ہجرت کیوں نہیں کی کیونکہ

---

[1] بخاری شریف ج ۲ ص ۶۶۰ و ج ۲ ص ۶۶۱، حضرت ابن عباسؓ کی عمر ہجرت کے وقت تین برس تھی اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۹۳۔

[2] حضرت عباسؓ نے ہجرت کی اجازت چاہی نبی علیہ السلام نے مصلحت کی وجہ سے روک دیا اسد الغابہ ج ۳ مرتب۔

اس زمانے میں ہجرت فرض تھی الم تکن ارض اللّٰہ واسعة فتھاجروا فیھا اللہ کی زمین وسیع تھی وہاں ہجرت کر کے کیوں نہیں گئے کیوں اس طرح کافروں ہی میں بیٹھے رہے پھر جب مکہ مکرمہ فتح ہوگیا تو پھر اس کے بعد اعلان ہوگیا کہ اب ہجرت کرنے کی کسی کو ضرورت نہیں کیونکہ مکہ مکرمہ کے فتح ہوجانے کے بعد واضح ہوگیا تھا سب کو پتہ چل گیا تھا کہ یہ مسلمان بہت بڑی قوت ہیں اور لوگوں نے آنا شروع کر دیا فوجًا فوجًا گروہ کے گروہ آتے تھے جو اسلام قبول کرتے تھے جب غلبہ واضح ہوگیا تو ایسے ہوگیا جیسے حکومت مُسَلَّم ہوگئی اب جو جہاں ہے وہ عبادت کرے گا کوئی نہیں روک سکتا فتح مکہ مکرمہ سے پہلے پہلے تک یہ بات تھی اُس میں مسلمان پھیلتے گئے پھیلتے گئے تو ارشاد فرمایا ''لا ھجرت بعد الفتح ''فتح مکہ کے بعد ہجرت کوئی نہیں ہے۔

جہاد اور اُس کا ارادہ: ولکن جھاد و نیّت [۳] اب یہ ہے کہ جہاد اور جہاد کا ارادہ قائم رکھنا ذہن میں (یعنی ذہنی طور پر ہمہ وقت تیار رہنا) یہ حکم باقی ہے اب گویا مغلوب ہونے والے جو احکام تھے وہ نہیں رہے اب آزادانہ احکام جو ہوتے ہیں وہ ہیں، بعض لوگ آئے ایسے انھوں نے کہا کہ میں بیعت ہونا چاہتا ہوں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تمھیں کس چیز کے بارے میں بیعت کروں؟ کس خاص غرض کے لیے بیعت ہونا چاہتے ہو؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ جہاد پر، ہجرت پر تو آپ نے فرمایا کہ ہجرت بہت مشکل کام ہے ''ان شانھا شدید ''ہجرت بڑا مشکل کام ہے گھر چھوڑنا رشتے دار چھوڑنے دوست احباب چھوڑنے وہ گلی کوچے بھی یاد آتے ہیں جہاں آدمی پلا ہوتا ہے بڑا ہوتا ہے ان سب چیزوں کو چھوڑ کر آجانا شانھا شدید بہت مشکل کام ہے فرمایا تمھارے پاس مال ہے؟ کہا کہ ہے، زکوٰۃ دیتے ہو؟ کہا دیتا ہوں وغیرہ وغیرہ تو فرمایا کہ جاؤ بس نیکیاں کرتے رہو فاعمل من وراء البحار سمندروں پار چاہے رہو وہاں نیکیاں کرتے رہو فان اللہ لم .... من عملک شیأ اللہ تعالیٰ تمہارے عمل میں سے کچھ بھی کم نہ کریں گے، اجر ملے گا تمہیں تو ہجرت نہیں ہے بلکہ یہ ہے۔

مہاجرین کا اجر کئی وجہوں سے: جن لوگوں نے ہجرت کی اُن کے لیے بہت بڑا ثواب ہے اور ڈبل اجر ہے ایک مکہ میں رہنے کا اور ایک وہاں جو جہاد کیے، ساتھ رہے، علم حاصل کیا، تعلیم دی، پھیلایا تو دو اجر ہیں ان کے ساری عمر کے لیے۔

مہاجرین کے لیے مکہ میں قیام کی ممانعت اور اس کی وجہ: لہٰذا ان کو منع کر دیا گیا کہ جو مکہ کا رہنے والا ہے اور اُس نے ہجرت کی ہے وہ اگر مکہ مکرمہ جائے تو حج کے بعد تین دن سے زیادہ نہ ٹھہرے فورًا واپس آجائے، راستے میں انتقال ہوجائے یہ اس کے لیئے بہتر ہے بہ نسبت اس کے کہ مکہ مکرمہ میں انتقال ہو۔ ایک صحابی تھے سعد ابن خولہ وہ ٹھہر گئے انھوں نے سوچا میں کچھ اور ٹھہر جاتا ہوں دوستوں اور رشتے داروں نے ٹھہرا لیا ہوگا کوئی وجہ ہوگئی بہر حال وہ تین دن سے

۳۔ البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۲۰

زیادہ ٹھہر گئے اور علالت ہوئی اور مکہ مکرمہ ہی میں وفات ہوگئی تو یـرثـی لـه رسـول الله صلّى الله عليه وسلّم ہے رسول اللہ کو اُن پر ترس آتا تھا کہ انھوں نے ہجرت کی اور اس کے بعد پھر ایسے ہوگیا کہ یہاں غلطی سے ٹھہرے رہے اور یہاں انتقال ہوگیا۔ اگر کوئی حج کے لیے آیا ہوا ہو اور وہ مہاجر ہو حج کے دوران انتقال ہو جائے تو کوئی حرج نہیں اس حد تک کی تو اجازت بتلائی ہے اللہ نے یہ تو ایک عمل جو ہوا اور اس کے علاوہ اگر کوئی بعد میں ٹھہرا ہے تو پھر وہ ٹھیک نہیں اس کو آپ نے منع فرمایا ہے تو ہجرت ایسی چیز تھی کہ اس پر ڈبل اجر تھا، اگر وہ مدینہ میں ظہر کی نماز پڑھ رہا ہے تو مدینہ شریف کی مسجد میں نماز کا ثواب تو ملتا ہی تھا اُس کو پانچ سو یا پچاس ہزار نمازوں کا، ساتھ ہی ساتھ اُسے وہ (ثواب) الگ بھی ملتا تھا جیسے مکہ مکرمہ میں ادا کر رہا ہو یہ اس کا انعام تھا اللہ کی طرف سے اُس کے لیے دائمی جس وقت بھی جہاں بھی پڑھے گا جنگل میں پڑھ رہا ہے سفر میں اکیلا پڑھ رہا ہے تو اُسے وہ ثواب ضرور مل رہا ہے جو مکہ مکرمہ کی نماز کا ہے اس طرح سے اس کو ہجرت والا بہت ثواب مل رہا ہے جب اتنا بڑا ثواب رکھا گیا کام بھی مشکل تھا سفر بھی اُس زمانے میں بہت مشکل کام تھا تو جتنے گھنٹے اب لگتے ہیں مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ تک اس زمانے میں اس سے زیادہ دن لگتے تھے تو رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت ابن عباسؓ فتح مکہ کے بعد آئے ہیں ان کی خالہ حضرت میمونہؓ تھیں جو جناب رسول اللہ ﷺ کی زوجہ مطہرہ تھیں اور ان سے جو آپ نے شادی کی تھی وہ صلح حدیبیہ کے موقع پر کی تھی تو احرام میں تھے جب نکاح ہوا اور حضرت ابن عباسؓ چھوٹے سے تھے لیکن یہ کہ بات پہنچانی جواب لانا یہ یہ کرتے تھے جب فتح مکہ مکرمہ ہوگیا حضرت عباسؓ بھی یہاں مدینہ منورہ آگئے اور یہ بھی آگئے تو انھوں نے خواہش ظاہر کی کہ میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کیسے رات گزارتے ہیں[5] تو دیکھا کہ آپ سوئے بھی ہیں جاگے بھی ہیں اور جو جو کام رسول اللہ ﷺ نے کیے وہ انھوں نے بھی کیے ہیں اُٹھے ہیں تو آنکھیں ملتے ہوئے اُٹھے ہیں پھر آپ نے وہ آیتیں پڑھی ہیں جو سورہ آلِ عمران کی آخری آیتیں ہیں اِنَّ فِی خَلْقِ السَّموٰتِ وَالْاَرْضِ جس میں آسمان اور زمین کی پیدائش کا ذکر ہے۔ یہ چیزیں یہ دیکھتے رہے پھر آپ تشریف لے گئے ضرورت سے۔

بڑوں کی خدمت کے نتیجہ میں دعائیں ملتی ہیں: تو انھوں نے یہ کیا کہ لوٹا بھر کے رکھ دیا وضو کے لیے استنجے کے لیے یہ چیز جناب رسول اللہ ﷺ کو بہت اچھی لگی کہ یہ سمجھداری کا کام ہے کہ اب پانی کی ضرورت پڑے گی اور پانی بھی اس کام کے لیے آپ کو درکار ہوگا وہ تیار کر دیا تو خدمت گزاری بھی ہوئی اور ذہانت بھی ہوئی تو خدمت گزاری ہو اور ذہانت کے ساتھ ہو تو وہ تو نہایت ہی مفید اور بڑی راحت و تسلی کی چیز ہوتی ہے انسان کے لیے۔ رسول اللہ ﷺ کو

---

[4] بخاری شریف ج ۱ ص ۱۷۳ و ج ۱ ص ۵۶۰

[5] نبی علیہ السلام کی وفات کے وقت آپ کی عمر صرف ۱۳ برس اور ایک قول پر ۱۵ برس تھی اسد الغابہ ج ۳ ص ۱۹۵

ان کی یہ ذہانت اور خدمت بہت اچھی لگی تو حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنے سے چمٹا لیا اور دُعا دی۔ دُعا یہ دی اللھم علمہ الحکمۃ اور اللھم علمہ الکتاب [6]۔ اِنھیں تُو کتاب کا علم دے اور انھیں دونوں ہی دُعائیں دیں کتاب اور حکمت۔ کتاب تو کتاب اللہ اور تفسیر اور حکمت کہتے ہیں الا صابۃ فی غیر النبوۃ [7] کہ نبی تو وہ نہ ہو لیکن صحیح چیز کو پہنچ جاتا ہو۔ صحیح نتیجے پر پہنچ جاتا ہو تو یہ چیز خدا کا انعام ہے قرآن پاک میں ہے من یؤتی الحکمۃ فقد اوتی خیرا کثیرا جسے اللہ نے حکمت بخش دی عطا فرمادی تو اس کو بہت بڑی خیر بھلائی عطا فرمادی تو ہوا یہی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو دُعائیں دیں ایک دُعا یہ دی اللھم فقہ فی الدین [8] خداوند کریم تو اِن کو دین کی گہری سمجھ عطا فرما فقاہت گہری سمجھ اور دین پر عبور کے بعد ہوتی ہے تو اب حضرت ابن عباسؓ علم حاصل کرتے رہے اور علم میں اتنے بڑے ہوگئے کہ ''حبر'' کہلانے لگے یعنی بہت بڑا عالم اُمت کے ''حبر'' کہلانے لگے۔ صحابہ کرامؓ سے علم حاصل کیا۔ جو چیز سمجھ میں نہیں آتی تھی پُوچھتے تھے حل کرتے تھے ایک سے دوسرے سے۔ بڑے بڑے صحابہ کرامؓ سے انھوں نے علم حاصل کیا جتنا بھی ہوسکا۔

زبردست قوتِ حافظ: اور حافظہ بڑا زبردست تھا ایک دفعہ ۸۰ شعر سُنے اس وقت آپ کے پاس ایک خارجی شخص بیٹھا ہوا مسئلے پوچھ رہا تھا ایک شاعر پاس سے گزرا اس کو بلالیا اُس سے پوچھا تمہارا کوئی تازہ کلام ہے اُس نے اسّی (۸۰) شعر سنا دیے قصیدہ سنایا اس کے بعد وہ خارجی کہنے لگا کہ جناب میں آپ سے مسئلے پُوچھ رہا تھا اور مسئلوں کا جواب دینا جو ہے وہ زیادہ ثواب ہے میں قرآن کی حدیث کی تفسیر کی باتیں پُوچھ رہا تھا آپ نے اس شاعر کو بُلا کر اس سے شعر سُنے اور اشعار میں ایک شعر جو ہے وہ ایسا ہے اُس کا مضمون گرا ہوا ہے یعنی اس میں رنگینی ہے مضمون میں ایک طرح کی۔ بُری بات ذکر کی گئی تو انھوں نے کہا کونسی بُری بات کی ہے اس شعر میں اس نے کہا کہ یہ ہے تو انھوں نے کہا کہ نہیں اس نے یہ تو نہیں کہا امـا بـالعشی فیخسـر شام ہوتی ہے تو نقصان میں چلا جاتا ہے اس کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گناہ کے کاموں میں پڑ جاتا ہے اور "یـخـصـر" اگر ہے ''ص'' سے اگر ہے تو اس کے معنٰی ہیں کہ شام کو اُسے جاڑا لگنے لگتا ہے یعنی کپڑے وغیرہ اُس کے پاس نہیں ہیں انتظام نہیں ہے دونوں میں بہت فرق ہے تو اُس نے کہا یہ شعر جو تھا اس میں یہ جملے اس نے ٹھیک نہیں پڑھے تھے کہ وہ نقصانوں کے کاموں میں پڑ جاتا ہے۔ نقصانوں کے کام وہی ہیں جو دین سے دُور ہوں جو بُرے ہوں تو حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا اس نے یہ نہیں پڑھا بلکہ اما بالعشی فیخصر "صا" سے پڑھا ہے تو اس سے پُوچھا اس نے کہا میں نے یہی پڑھا ہے اس (خارجی) نے کہا آپ کو یہ شعر پہلے سے آتا تھا وہ کہنے لگے یہ شعر نہیں

---

[6] بخاری شریف ج ۱ ص ۵۳۱، ۰ [7] ایضاً

[8] البدایہ والنہایہ ج ۸ ص ۲۹۶ و ج ۸ ص ۲۹۷

مجھے تو یہ سارے شعر آگئے جو اس نے ابھی پڑھے ہیں اُس نے کہا آپ نے پہلے سُنے ہوں گے انھوں نے کہا پہلے نہیں سنے ۔اس نے ابھی سُنائے ہیں یہ اس کا تازہ کلام ہے۔اُس نے کہا کہ آپ پھر مجھے سُنائیں تو بڑا بے شرم لیچڑ قسم کے جیسے ہوتے ہیں چمٹ گئے سمجھ سے کام ہی نہیں لیتے اور اچھے بُرے کی انھیں تمیز ہی نہیں ہوتی ۔اُس نے اُلٹا ان کا امتحان ہی لینا شروع کردیا کہ اچھا جناب سُنایئے پھر مجھے یہ قصیدہ اگر آپ کو سارے یاد ہو گئے تو (حضرت ابن عباسؓ) نے سارے دہرا دیے اسے یقین نہیں آتا تھا کہ ایک دفعہ میں اتنے شعر سُن کر ان کو کیسے یاد ہو گئے جب اسے یقین ہُوا کہ واقعی پہلے نہیں سُنے اور ابھی ہی سُنے ہیں تازہ ہی کلام ہے تو کہنے لگا میں نے آپ جیسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جس کا حافظہ اتنا قوی ہو تو انھوں نے کہا کہ میں نے حضرت عمرؓ جیسا کوئی نہیں دیکھا زیادہ روایت کرنے والا اشعار بھی یاد ہوں ہر چیز یاد ہو بعینہ ان کو سب کچھ یاد تھا انھوں نے ان کی تعریف کی تو اب اللہ تعالی کی طرف سے عطا ہے کہ حضرت اُبی ابن کعبؓ بہت بڑے درجے کے عالم ہیں قرآن پاک کے، تفسیر کے قراءت کے وہ بھی حضرت ابن عباس کے اُستاد تھے۔

طلب علم کے لیے مشقت اور ادب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ ذہن میں کوئی مسئلہ آتا تھا تو حضرت ابی ابن کعبؓ سے پُوچھنے کے لیے کبھی کبھی دوپہر کو ان کے پاس چلا جاتا تھا معلوم ہوتا تھا کہ وہ سوئے ہوئے ہیں تو میں باہر بیٹھ جاتا تھا اور گرمی کی گرم ہوا مجھے لگتی تھی لو کے تھپیڑے لگتے تھے میں وہیں بیٹھا رہتا حتّٰی کہ وہ خود اُٹھتے جب وہ خود اُٹھتے تو پھر میں ان سے بات کرتا حالانکہ میں یہ جانتا ہوں کہ وہ میرا اس رشتے کی وجہ سے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں میرا بہت خیال کرتے تھے کہ میں اگر کہتا کہ اُنھیں اُٹھادیں تو وہ اُٹھ جاتے اور انھیں گرانی بھی گویا نہ ہوتی مطلب یہ ہے لیکن میں انھیں بے وقت تکلیف نہیں دینا چاہتا تو یہ ان کی اتنی تعظیم کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں اقرئنا اُبی ہم میں سے سب بہتر قراءت کا علم جاننے والے اور قرآن پاک سے متعلق تفسیر کا علم جاننے والے اُبی ہیں اور اقضانا علی ہم میں سب سے زیادہ قوتِ قضاء فیصلے کی اہلیت والے علیؓ ہیں

حضرت اُبیّ رضی اللہ عنہ کا تفرد :لیکن ابی ابن کعبؓ کی ایک بات جو ہے وہ ایسی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جو رسول اللہ ﷺ سے سُن لیا ہے میں اُسے نہیں چھوڑوں گا حالانکہ رسول اللہ ﷺ پہلے حکم کو بدل کر دوسرا حکم عطا فرما چکے ہیں لیکن اُبی ابن کعبؓ نے وہ حکم رسول اللہ ﷺ سے نہیں سُنا تو اُبی ابن کعبؓ یہ کہتے ہیں کہ میں نے خود نہیں سنا اس لیے میں تو اُس حکم پر رہوں گا جو میں نے خود سُنا ہے۔اس بناء پر اُبی ابن کعبؓ کی باتوں کو بعض جگہوں میں چھوڑنا پڑ وانا لندع من قول ابی ہمیں اُبی ابن کعبؓ کے کچھ اقوال چھوڑنے پڑتے ہیں کیونکہ یہ یہ کہتے ہیں کہ میں اُسی پر جما رہوں گا جو میں نے خود سُنا ہے اور خود میں نے یہ سُنا ہے۔

بیس تراویح کی قوی دلیل : اور یہ بیس رکعت تراویح جو ہوئی تھی اس کے امام جو تھے وہ حضرت اُبیّ ابن کعبؓ تھے تو حضرت ابن عباسؓ ان کے بھی شاگرد تھے۔ صحابہ کرامؓ سے جن کی عظمت مسلم تھی برابر علم حاصل کرتے رہے۔

حتّٰی کہ حضرت عمرؓ کی علمی مجلس کے رکن بن گئے : حتّٰی کہ یہ چار پانچ سال کے مختصر ہی عرصہ کے بعد بہت اچھے عالم بن گئے اور حضرت عمرؓ اپنے دورِ خلافت میں اِنھیں مجلس میں اپنے پاس بٹھانے لگے ان کو ایک رُکن بنالیا تھا مشورہ کے لیے، جو پہلے پُرانے صحابہ کرامؓ تھے اُنھوں نے کہا جب یہ ہمارے پاس بیٹھے ہیں تو ہمیں طبیعت میں جھجک ہوتی ہے کیونکہ ان کے برابر تو ہمارے بچے ہیں یہ ہمارے بچوں کے برابر ہیں تو حضرت عمرؓ فرماتے تھے کہ آپ جانتے ہیں جس وجہ سے میں انھیں بٹھاتا ہوں یعنی رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی ہیں[۹] اور پھر ذہین اور عالم تو اُنھوں نے اِتنا ہی جملہ کہا اور ایک فائدہ یہ بھی ہوتا ہے اس میں آدمی کی تربیت ہوجاتی ہے۔ نیا آدمی اگر بیٹھا رہے تو وہ سُنتا رہتا ہے بڑوں کی باتیں اور اُس نہج پر سوچنے کا عادی ہوجاتا ہے یہ بھی فائدہ ہے۔

صحابہ کی موجودگی میں امتحان اور کامیابی : حضرت عمرؓ نے ایک دن صحابہ کرامؓ سے پُوچھا کہ بتاؤ **اذاجاء نصر اللّٰہ والفتح** جو ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے کیا چیز بتلائی ہے تو کچھ حضرات نے کچھ جواب نہ دیا اور کچھ نے جواب دیا اور یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے بتلایا ہے کہ جب کامیابی ہوجائے تو اس کے بعد تسبیح اور استغفار کرتے رہو یہ تو ٹھیک بات ہے غلط تو یہ بھی نہیں ہے پھر حضرت ابن عباسؓ سے پوچھا تو حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ ان آیتوں میں یہ خبر دی گئی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ دُنیا سے وفات پاجائیں گے کیونکہ جب لوگوں کا یہ حال ہوجائے کہ دین میں داخل ہونے لگیں تو پھر تم خدا کی طرف رجوع کرو یعنی ادھر آؤ استغفار کرو تسبیح کرو حمد کرو اللہ کی تسریف کرو اور بس، تمہارا جو کام تھا وہ مکمل ہوگیا یہ گویا خبر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہونے والی ہے اس پر حضرت عمرؓ بہت خوش ہوئے اور انھوں نے کہا **ما اعلم منھا الا ما تعلم**[۱۰] میں بھی یہی جانتا ہوں جو تم جانتے ہو ایک دن ایک اور آیت آگئی پُوچھا اس میں کیا بتلایا گیا ہے **کمثل صفوان علیہ تراب فاصا بہ وابل فترکہ صلد**[۱۱] اس کی مثال ایسے ہے جیسے کہ چٹان ہو اس پر مٹی آگئی ہو وابل اس میں پانی آگیا ہو (زوردار بارش سے) تو کرچھوڑا اس کو بالکل صاف کچھ ہاتھ نہیں لگتا ایسے لوگوں کے ثواب۔ یہ آیت تیسرے پارے میں پاؤ سے قریب ہے صحابہ کرامؓ سے پُوچھا اُن میں سے کسی نے کہا کہ اللہ جان سکتا ہے انھوں نے کہا میں تم سے یہ نہیں پُوچھ رہا کہ اللہ جان سکتا ہے یا نہیں واللہ اعلم نہ کہو میں تم سے پُوچھ رہا ہوں تو جواب میں کہو کہ جانتے ہیں یا نہیں **تعلم او لا تعلم** دو میں سے ایک بات کہو اور ان سے جب کچھ کہنے لگے تو پھر انھوں نے (ابن عباسؓ) کہا کہ میں اس کے بارے کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ انھوں نے کہا کہ ہاں کہو **ولا تحقر نفسک** اپنے آپ کو کم نہ سمجھو یعنی احساسِ کمتری میں مبتلا نہ ہو احساسِ کمتری کی ضرورت نہیں ہے بتاؤ کیا بات ہے انھوں نے کچھ بتایا انھوں نے پُوچھا کہ کس چیز میں پھر

---

[۹] البدایہ والنہایہ ج ۴ ص ۳۲۱ [۱۰] البدایہ والنہایہ (من غیر لفظہ) ج ۴ ص ۳۲۱ [۱۱] پارہ نمبر ۳ رکوع ۴ آیت نمبر ۲۶۴

کس چیز میں پھر کس چیز میں تو پھر وہ جواب نہ دے سکے یعنی انھوں نے کچھ جواب دیا جبکہ اوراوروں نے تو بالکل جواب نہ دیا، پھر حضرت عمرؓ نے اُسے مکمل کیا کہ یہ فلاں اور فلاں کی مثال ہے تو انھوں نے اس طرح سے علم حاصل کیا کہ یہ صحابہ کرامؓ میں معتبر شمار ہونے لگے علم کے شوق کی وجہ سے کہ ادھر حاصل کیا اُدھر حاصل کیا تو جس سے بھی جو کچھ ملا وہ لیا اور پھر اس کو صحیح طرح باقی رکھا اس وجہ سے سب کے نزدیک قابلِ اعتبار بھی ہو گئے اور یہ سب کچھ جناب رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں کا اثر ہے کہ آپ نے دُعا دی حکمت کی، آپ نے دعا دی کتاب اللہ کے علم کی، آپ نے دُعا دی فقاہت کی تو یہ بہت بڑے سمجھدار اور بہت بڑے عالم گزرے ہیں قرآن پاک کے مفسر، "حبرِ امت" فقاہت میں بھی بڑا مقام رہا ہے حضرت علیؓ کے دور میں کئی جگہ قاضی بھی رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان حضرات کا ساتھ عطا فرمائے۔ (آمین)

عُمدہ اور فینسی جِلد سازی کا عظیم مرکز

NBB

نفیس بُک بائنڈرز

ہمارے یہاں ڈائی دار اور لیمینیشن والی جلد بنانے کا کام انتہائی معیاری طور پر کیا جاتا ہے

نیز قرآن مجید کی اعلیٰ قسم کی بکس والی جلد بھی خوبصورت انداز میں بنائی جاتی ہے

مُناسب نرخ پر معیاری جلد سازی کے لئے رجوع فرمائیں

۱۶۔ ٹیپ روڈ نزد گھوڑا ہسپتال لاہور۔ فون 7322408

اسلامی آداب

﴿حضرت مولانا مفتی محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ﴾

خواب کے آداب

فرمایا سید الکائنات فخر موجودات خاتم الانبیاء ﷺ نے کہ:

☆ جب اپنا پسندیدہ خواب دیکھو تو اس سے بیان کرو جو تم سے محبت رکھتا ہو۔(بخاری شریف)

☆ اور جب برا خواب دیکھو تو تین بار بائیں تھتکار دو۔

☆ اور کسی سے بیان نہ کرو۔

☆ اور کروٹ بدل دو۔

☆ اور تین بار اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم پڑھو اور اس خواب کے شر سے پناہ مانگو،(یعنی یوں دعا کرلو اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ومن شر ھذہ الرؤیا۔''میں اللہ کی پناہ لیتا ہوں شیطان مردود سے اور اس خواب کے شر سے)ایسا کرنے سے یہ خواب ضرر نہ دے گا۔(مسلم شریف)

مجلس کے آداب

فرمایا معلم انسانیت سرور کائنات ﷺ نے کہ :

☆ مجلسیں امانت کے ساتھ ہیں یعنی مجلس میں جو باتیں سنیں ان کا دوسری جگہ نقل کرنا امانت داری کے خلاف ہے اور گناہ ہے۔(ابوداؤد شریف)

☆ کسی کو اس کی جگہ سے اُٹھا کر خود نہ بیٹھ جاؤ۔

☆ اور بیٹھنے والوں کو چاہیے کہ آنے والوں کو جگہ دینے کے لیے مجلس کشادہ کرلیں۔(بخاری شریف)

☆ جب مجلس میں تین آدمی ہوں تو ایک کو چھوڑ کر دو آدمی آپس میں آہستہ سے باتیں نہ کریں کیونکہ اس سے تیسرے کو رنج ہوگا۔(بخاری) (کسی ایسی زبان میں باتیں کرنا جس کو تیسرا آدمی نہیں جانتا وہ بھی اسی حکم میں ہے)

☆ کسی شخص کے لیے حلال نہیں کہ دو شخصوں کے درمیان بغیر ان کی اجازت کے بیٹھ جائے۔(ترمذی شریف)

☆ جب کوئی مسلمان بھائی تمہارے پاس آجائے تو جگہ ہونے کے باوجود اس کے اکرام کے لیے ذرا سا کھسک جاؤ(بیہقی)

☆ ہر چیز کا سردار ہوتا ہے اور مجلسوں کی سردار وہ مجلس ہے جس میں قبلہ رو ہو کر بیٹھا جائے۔(طبرانی شریف)

سلام کے آداب

فرمایا سیّد الانبیاء ﷺ نے کہ:

☆ اللہ جل شانہٗ سے سب سے زیادہ قریب وہ شخص ہے جو (دوسرے کا انتظار کیے بغیر خود) سلام میں پہل کرے (بخاری)

☆ اسلام کا بہترین کام یہ ہے کہ کھانا کھلاؤ اور ہر مسلمان کو سلام کرو جان پہچان ہو یا نہ ہو۔(بخاری شریف)

☆ بات کرنے سے پہلے سلام کیا جائے۔(ترمذی شریف)

☆ سوار پیدل چلنے والے کو اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑی تعداد والی جماعت بڑی جماعت کو اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔(بخاری شریف)

☆ یہود و نصاریٰ کو سلام نہ کرو (مسلم شریف) (ہندو، سکھ، یہود و نصاریٰ اور مرزائی سب کافر اسی حکم میں ہیں)

☆ جب ملاقات کے وقت اپنے بھائی کو سلام کرلیا، اور (ذرا دیر کو) درمیان میں درخت یا پتھر یا دیوار کی آڑ آگئی، پھر اسی وقت دوبارہ ملاقات ہوگئی، تو دوبارہ سلام کرے (ابوداؤد) یعنی یہ نہ سوچے کہ ابھی آدھا منٹ ہی تو سلام کو ہوا ہے اتنی جلدی دوسرا اسلام کیوں کروں۔)

☆ جب کسی کے گھر میں داخل ہو تو وہاں کے لوگوں کو سلام کرو۔

☆ اور جب وہاں سے جانے لگو تو ان سے سلام کے ساتھ رخصت ہو جاؤ (بیہقی) جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو گھر والوں کو سلام کرو اس سے تمہارے اور گھر والوں کے لیے برکت ہوگی۔(ترمذی شریف)

☆ جب کوئی شخص کسی کا سلام لائے تو یوں جواب دو علیک وعلیہ السلام۔(ابوداؤد شریف)

☆ مریض کی عیادت کی تکمیل یہ ہے کہ اس کی پیشانی پر ہاتھ رکھ دیا جائے۔

☆ اور تمہارے آپس میں سلام کی تکمیل یہ ہے کہ مصافحہ کرلیا جائے۔(مسند احمد شریف)

☆ جب دو مسلمان ملاقات کے وقت آپس میں مصافحہ کریں تو جدا ہونے سے پہلے ضرور ان کی بخشش کردی جاتی ہے۔(ترمذی)

چھینک اور جمائی کے آداب

فرمایا رحمۃ للعالمین ﷺ نے کہ:

☆ جب تم میں سے کسی کو چھینک آئے تو چاہیے کہ الحمد للہ کہے۔(بخاری شریف)

☆ اور الحمد للہ سننے والا ساتھی جواب میں اس کے یرحمک اللہ کہے۔(بخاری شریف)

☆ اور چھینکنے والا یھدیکم اللہ و یصلح بالکم کہے۔(بخاری شریف)

☆ ہمارے پیارے رسول اللہ ﷺ کو جب چھینک آتی تھی تو ہاتھ یا کپڑے سے چہرہ مبارک ڈھانک لیتے تھے، اور چھینک کی آواز بلند نہ ہونے دیتے تھے۔(ترمذی شریف)

☆ اور فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ جب تم کو جمائی آئے تو منہ پر ہاتھ رکھ کر روک دو کیونکہ جمائی کے سبب منہ کھل جانے سے شیطان منہ میں داخل ہو جاتا ہے۔(مسلم شریف)

سفر کے آداب

☆ سفر کو روانہ ہوتے وقت چار رکعت نفل نماز پڑھ لینا چاہیے(مجمع الزوائد)

☆ ہمارے پیارے رسول سرور عالم ﷺ جمعرات کے دن سفر میں جانے کو پسند فرماتے تھے۔(بخاری)

☆ اور تنہا سفر کرنے سے آپ ﷺ نے منع فرمایا۔

☆ بلکہ اگر دو آدمی ساتھ ہوں تب بھی سفر کرنے سے منع فرمایا۔

☆ اور اس کی ترغیب دی کہ کم از کم تین آدمی ساتھ ہوں۔(ترمذی، ابوداؤد شریف)

☆ اور چار ساتھی ہوں تو بہت ہی اچھا ہے۔(ابوداؤد شریف)

☆ اور فرمایا کہ جب سفر میں تین آدمی ساتھ ہوں تو ایک کو امیر بنالیں۔(ابوداؤد شریف)

☆ اور فرمایا کہ سفر میں جس کے پاس اپنی ضروریات سے فاضل کھانے پینے کی چیزیں ہوں تو ان لوگوں کا خیال کرے جن کے پاس اپنا توشہ نہ ہو۔(مسلم شریف)

☆ آپ ﷺ کی عادت شریفہ تھی کہ جب سفر سے واپس تشریف لاتے تو چاشت کے وقت مدینہ میں داخل ہوتے اور پہلے مسجد میں جا کر دو رکعتیں پڑھتے پھر (کچھ دیر) لوگوں کے ملاقات کے لیے وہیں تشریف فرما رہتے۔(بخاری شریف)

☆ اور فرمایا کہ سفر میں اپنے ساتھیوں کا سردار وہ ہے جو اُن کا خدمت گزار ہو۔

☆ جو شخص خدمت میں آگے بڑھ گیا کسی عمل کے ذریعہ اس کے ساتھی اس سے آگے نہیں بڑھ سکیں گے ہاں اگر کوئی شہید ہو جائے تو وہ آگے بڑھ جائے گا۔(بیہقی شریف)

☆ سفر میں جن لوگوں کے پاس کتا یا گھنٹی ہو ان کے ساتھ (رحمت کے) فرشتے نہیں ہوتے۔ (مسلم شریف)

☆ جب سرسبزی کے زمانے میں جانوروں پر سفر کرو تو اُونٹوں (اور دوسرے جانوروں) کو ان کا حق دے دو جو زمین میں ہیں (یعنی ان کو چراتے ہوئے لے جاؤ)

☆ اور جب خشک سالی میں سفر کرو (جب کہ جنگل میں گھاس پھونس نہ ہو) تو رفتار میں تیزی اختیار کرو (تاکہ جانور جلدی منزل پر پہنچ کر آرام پالے)۔ (مسلم شریف)

☆ ایک اور روایت میں ہے کہ اس سے پہلے سفر ختم کردو کہ جانور بالکل بے جان ہو جائے۔ (مسلم شریف)

☆ جانوروں کی پشتوں کو منبر نہ بناؤ (یعنی ان پر سوار ہو کر کھڑے کیے ہوئے باتیں نہ کرو کیونکہ اس سے جانور کو خواہ مخواہ تکلیف ہوتی ہے، باتیں کرنی ہوں تو زمین پر اتر جاؤ جب چلنے لگو تو پھر سوار ہو جاؤ)۔ (ابوداؤد شریف)

☆ جب منزل پر اتریں تو جانوروں کے کجاوے اور زینیں کھول دیں بعد میں نفل نماز میں (یا کسی اور کام میں مشغول ہوں) صحابہء کرامؓ کا یہی عمل تھا۔ (ابوداؤد شریف)

☆ جانوروں کے گلے میں تانت نہ ڈالو (کیونکہ اس سے) گلا کٹ جانے کا خطرہ ہے۔ (بخاری و مسلم شریف)

☆ اور جب رات میں جنگل میں پڑاؤ ڈالو تو راستہ میں قیام سے پرہیز کرو کیونکہ رات کو طرح طرح کے جانور اور کیڑے مکوڑے نکلتے ہیں اور راستہ میں پھیل جاتے ہیں۔ (مسلم شریف)

☆ جب کسی منزل پر اترو تو سب اکٹھے قیام کرو اور ایک ہی جگہ رہو، اور دور دور قیام نہ کرو۔ (ابوداؤد شریف)

☆ سفر عذاب کا ایک ٹکڑا ہے، تمہیں نیند اور کھانے اور پینے سے روکتا ہے لہٰذا جب وہ کام پورا ہو جائے جس کے لیے گئے تھے تو جلد گھر واپس آ جاؤ۔ (بخاری و مسلم شریف)

طہارت کے آداب

فرمایا خاتم النبیین ﷺ نے کہ :

☆ جب پائخانہ میں جاؤ تو پیشاب کے مقام کو داہنے ہاتھ سے بچاؤ اور داہنے ہاتھ سے استنجاء نہ کرو (مسلم شریف)

☆ بڑا استنجاء تین پتھروں (یا تین ڈھیلوں) سے کرو (مسلم) اس کے بعد پانی سے دھوؤ۔ (ابن ماجہ شریف)

☆ جب پائخانہ میں جاؤ تو قبلہ رخ ہو کر اور قبلہ کو پشت کر کے نہ بیٹھو۔ (بخاری شریف)

☆ جب پیشاب کرنے کا ارادہ کرو تو اس کے لیے (مناسب) جگہ تلاش کرو (ابوداؤد) مثلاً پردہ کا دھیان کرو اور ہوا کے رخ پر نہ بیٹھو۔

☆ ٹھہرے ہوئے پانی میں جو جاری نہ ہو پیشاب نہ کرو (بخاری) جیسے تالاب حوض وغیرہ۔

☆ غسل خانہ میں پیشاب نہ کرو کیونکہ اس سے اکثر وسوسے پیدا ہوتے ہیں۔ (ترمذی شریف)

☆ کسی سوراخ میں پیشاب نہ کرو۔ (ابوداؤد شریف)

☆ کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو۔ (ترمذی شریف)

☆ پائخانہ کرتے ہوئے آپس میں باتیں نہ کرو۔ (مسند احمد)

☆ پانی کے گھاٹوں پر راستوں میں، سایہ کی جگہوں میں (جہاں لوگ اُٹھتے بیٹھتے ہوں) پائخانہ نہ کرو۔ (ابوداؤد)

☆ بسم اللہ کہہ کر پائخانہ میں داخل ہو، کیونکہ بسم اللہ جنات کی آنکھوں اور انسانوں کی شرم کی جگہوں کے درمیان آڑ ہے۔ (ترمذی شریف)

☆ لید اور ہڈیوں سے استنجاء نہ کرو۔ (ترمذی شریف)

مہمان اور میزبان کے متعلق آداب

فرمایا معلم الاخلاق ﷺ نے کہ:

☆ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے۔

☆ مہمان کے لیے اچھے یعنی پرتکلف کھانے کا اہتمام ایک دن ایک رات ہونا چاہیے۔

☆ اور مہمانی تین دن تک ہے اس کے بعد صدقہ ہوگا۔

☆ اور مہمان کے لیے یہ حلال نہیں کہ میزبان کے پاس اتنا ٹھہرے کہ وہ تنگ ہو جائے (یہ سب بخاری شریف سے لیا گیا ہے)

☆ جس کی دعوت کی گئی اور اس نے قبول نہ کی تو اس نے اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی اگر کوئی شرعی عذر ہو جو دعوت قبول کرنے سے مانع ہو تو ایسی صورت اس سے مستثنیٰ ہے۔

☆ اور جو شخص بغیر دعوت کے (کھانے کے لیے) داخل ہو گیا وہ چور بن کر اندر گیا، اور لٹیرا بن کر نکلا۔ (ابوداؤد)

☆ حضور اقدس ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ (رخصت کرتے وقت) مہمان کے ساتھ گھر کے دروازہ تک نکلے (ابن ماجہ)

بعض وہ آداب جو عورتوں اور لڑکیوں کے لیے مخصوص ہیں

☆ مردوں سے علیحدہ ہو کر چلیں۔

☆ راستوں کے درمیان سے نہ گزریں بلکہ کناروں پر چلیں۔(ابودا ؤد شریف)

☆ چاندی کے زیور سے کام چلانا بہتر ہے بجنے والا زیور نہ پہنیں ۔(ابودا ؤد شریف)

☆ جوعورت شان وبڑائی ظاہر کرنے کے لیے سونے کا زیور پہنے گی تو اس کو اس کی وجہ سے عذاب ہوگا (ابوداؤد)

☆ عورت کو اپنے ہاتھوں میں مہندی لگاتے رہنا چاہیے۔(ابودا ؤد شریف)

☆ عورت کی خوشبوایسی ہوجس کا رنگ ظاہر ہو اور خوشبو نہ آئے یعنی بہت ہی معمولی خوشبو ہو ۔(ابودا ؤد)

☆ باریک کپڑا نہ پہنیں۔(ابوداؤد)

☆ اگر دوپٹہ باریک ہو تو اس کے نیچے موٹا کپڑا لگائیں۔(ابودا ؤد شریف)

☆ جوعورتیں مردوں کی شکل وصورت اختیار کریں ان پر اللہ کی لعنت ہو۔(بخاری شریف)

☆ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہرگز کوئی نامحرم مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی میں نہ رہے اور ہرگز کوئی عورت سفر نہ کرے مگر اس حال میں کہ اس کے ساتھ محرم ہو۔(بخاری شریف)

متفرق آداب

☆ اکڑ اکڑ کر اتراتے ہوئے نہ چلو۔(قرآن شریف)

☆ کوئی مرد عورتوں کے درمیان نہ چلے ۔(ابودا ؤد شریف)

☆ اللہ تعالیٰ کو صفائی ستھرائی پسند ہے لہٰذا گھروں سے باہر جو جگہیں خالی پڑی ہیں ان کو صاف رکھا کرو۔(ترمذی شریف)

☆ اس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا جاندار کی تصویریں ہوں۔(بخاری شریف)

☆ جب کسی کا دروازہ کھٹکھٹاؤ اور اندر سے پوچھے کون ہے تو یہ نہ کہو کہ میں ہوں بلکہ اپنا نام بتادو۔(بخاری شریف)

☆ چھپ کر کسی کی بات نہ سنو۔(بخاری شریف)

☆ جب کسی کو خط لکھو تو شروع میں اپنا نام لکھ دو۔(ابوداؤد شریف)

☆ جب کسی کے گھر جاؤ تو پہلے اجازت لے لو پھر اندر جاؤ۔(بخاری شریف)

☆ اور اجازت سے پہلے اندر نظر بھی نہ ڈالو۔(ابوداؤد شریف)

☆ تین بار اجازت مانگو، اگر اجازت نہ ملے تو واپس ہوجاؤ۔(بخاری شریف)

☆ اور اجازت لیتے وقت دروازہ کے سامنے کھڑے نہ ہو بلکہ دائیں یا بائیں کھڑے رہو۔(ابوداؤد شریف)

☆ اپنی والدہ کے پاس جانا ہو تب بھی اجازت لے کر جاؤ۔(مالک)

☆ کسی کی چیز مذاق میں لے کر نہ چل دو۔(ترمذی شریف)

☆ ننگی تلوار جب نیام سے باہر ہو، دوسرے شخص کے ہاتھ میں نہ دو۔(ترمذی شریف)

☆ اسی طرح چاقو چھری وغیرہ کھلی ہو تو کسی کو نہ پکڑاؤ، اگر ایسا کرنا پڑے تو اس کے ہاتھ میں دستہ دو ، پھلکا اپنے ہاتھ میں رکھو، اور خود بھی احتیاط سے پکڑو۔

☆ زمانہ کو بُرا مت کہو کیونکہ اس کا اُلٹ پھیر اللہ ہی کے قبضہ میں ہے۔(مسلم شریف)

☆ ہوا کو بُرا مت کہو۔(مسلم شریف)

☆ بخار کو بُرا مت کہو۔(مسلم شریف)

☆ جب شام کا وقت ہو جائے تو اپنے بچوں کو باہر نکلنے سے روک لو کیونکہ اس وقت شیاطین پھیل جاتے ہیں، پھر جب رات کا ابتدائی وقت گزر جائے تو بچوں کو باہر جانے کی اجازت دے دو۔

☆ اور بسم اللہ پڑھ کر دروازے بند کر دو کیونکہ شیطان بند دروازے کو نہیں کھولتا اور بسم اللہ پڑھ کر مشکیزوں کے منہ تسموں سے باندھ دو اور اللہ کا نام لے کر یعنی بسم اللہ پڑھ کر اپنے برتنوں کو ڈھانک دو، اگر ڈھانکنے کو کچھ بھی نہ ملے تو کم از کم برتن کے اوپر چوڑاؤ میں ایک لکڑی ہی رکھ دو۔(بخاری و مسلم شریف)

☆ ایک روایت میں برتنوں کے ڈھانکنے اور مشکیزوں کا تسمہ لگانے کی وجہ یہ ارشاد فرمائی کہ سال بھر میں ایک رات ایسی ہوتی ہے جس میں وباء نازل ہوتی ہے یعنی عمومی مرض طاعون وغیرہ یہ وباء جس ایسے برتن پر گزرتی ہے جس پر ڈھکن نہ ہو یا ایسے مشکیزہ پر جو تسمے سے بندھا ہوا نہ ہو تو اس وباء کا کچھ حصہ ضرور اس برتن اور مشکیزے میں نازل ہو جاتا ہے۔(مسلم شریف)

☆ جب رات کو چلنا پھرنا بند ہو جائے یعنی گلی کوچوں میں آمد رفت بند ہو جائے تو ایسے وقت میں باہر کم نکلو، کیونکہ اللہ تعالیٰ انسانوں کے علاوہ اپنی دوسری مخلوق میں سے جسے چاہتے ہیں یعنی شیاطین کو گھومنے کی آزادی دے دی جاتی ہے جس سے وہ پھیل جاتے ہیں(شرح السنہ)

☆ ان آداب کو خوب یاد کر لو اور عمل میں لاؤ بچوں کو یاد کراؤ اور ان سے عمل کراؤ، کھاتے پیتے اور سوتے اور اُٹھتے بیٹھتے وقت اور ہر موقع پر ان سے پوچھ گچھ کرو کہ فلاں چیز پر عمل کیا یا نہیں؟ وباللہ التوفیق۔

مولانا رشید احمد لدھیانوی

نعت

نام ہے اُن کا قریہ قریہ ذکر ہے اُن کا عالَم عالَم ﷺ
یاد میں اُن کی چشم ہے پرنم ﷺ

دُکھیہ دِلوں کا دَرماں وہ ہے ہم جیسوں کا شافع وہ ہے
بعدِ خدا کے وہ ہیں اَرحم ﷺ

سب نبیوں میں افضل وہ ہیں کیا رتبہ ہے اللہ اللہ
سب نبیوں میں وہ ہیں خاتم ﷺ

فرش پہ بیٹھے عرش کی باتیں رَب کی اُن پر خاص ہے رحمت
رحمتِ عالَم راحتِ عالَم ﷺ

حُسن کا پیکر میرا پیامبر ساری دُنیا کا وہ رہبر
جلوے اُن کے پیہم پیہم ﷺ

نورِ ہدایت علم کا مخزن صاحب عرفاں حاملِ قرآں
خُلق میں یکتا فخر دو عالم ﷺ

زُلفِ معطّر وَجہہِ منور دوش پہ اُن کے کملی کالی
میرا وہ دلبر جانِ دو عالم ﷺ

ساری خلق میں سُندر سُندر رب نے اُن کو خوب بنایا
حُسنِ مجسّم حُسنِ دو عالَم ﷺ

مظلوموں کا ماویٰ و ملجیٰ کمزوروں کا حامی و ناصر
سب کا مُحسن مُحسنِ اعظم ﷺ

قسط:۹

فہمِ حدیث

اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات

﴿حضرت مولانا مفتی ڈاکٹر عبدالواحد صاحب مدظلہم﴾

ازل میں صرف اللہ تعالیٰ ہی تھے اور کچھ بھی نہ تھا

(۱) عن عمران بن حصین رضی اللّٰہ عنہ ان ناسا من اھل الیمن قالوا یا رسول اللہ جئنا لنتفقہ فی الدین و لنسئلک عن اول ھذا الامر ماکان ؟ قال کان اللہ ولم یکن شیئی قبلہٗ وکان عرشہٗ علی الماء ثم خلق السموات والارض وکتب فی الذکر کل شیئی(بخاری شریف)

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے نقل ہے اہل یمن میں سے کچھ لوگ آئے اور کہا اے اللہ کے رسول ہم (آپ کے پاس) اس غرض سے آئے ہیں کہ دین کا فہم حاصل کریں اور آپ سے اس عالم اور کائنات کی ابتداء کے بارے میں پوچھیں کہ کیسے ہوئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (ازل میں) صرف اللہ ہی تھے اور ان سے پہلے کچھ بھی نہ تھا (یعنی صرف اللہ تعالیٰ ہمیشہ ہمیش سے ہیں باقی جو کچھ بھی ہے اس کا وجود بعد میں ہوا ہے) اور (پھر ایک وقت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا اور اس وقت وہ) عرش پانی (جیسے مادہ) پر تھا (جس کی حقیقت صرف اللہ ہی جانتے ہیں)۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور لوح محفوظ میں ہر چیز (کے بارے میں تفصیل) کو لکھ دیا۔

(۲) عن ابی رزین قال قلت یا رسول اللہ این کان ربنا قبل ان یخلق خلقہٗ قال کان فی عماء ما تحتہ ھواء ومافوقہٗ ھواء وخلق عرشہٗ علی الماء (ترمذی)

(چونکہ آدمی اس محسوس عالم وکائنات کا حصہ ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں کوئی تصور قائم کرتا ہے تو اس کائنات کے اعتبار سے ہی کرتا ہے۔ جب یہ معلوم ہوگیا کہ کائنات

رُشد و ہدایت اُن سے ملی ہے اُن کے دَر سے سب کو ملی ہے
مرکزِ ایماں ہادیِ عالم ﷺ
شہرِ مدینہ میں مر جاؤں اُن کی غلامی میں مر جاؤں
مری سعادت وہ ہیں ہمدم ﷺ
اُن کا رشیدؔی فرقتِ غم میں ڈوب رہا ہے ڈوب رہا ہے
پھر سے بلا لیں روحِ دو عالم ﷺ

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی امور

(1) مسجد حامد کی تکمیل

(2) طلباء کے لئے دار الاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(3) کتب خانہ اور کتابیں

(4) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اجر ہے

(ادارہ)

پہلے کچھ نہ تھی اللہ تعالی نے بغیر کسی مادہ کے محض اپنی قدرت سے اس کو پیدا کیا ہے تو آدمی کو اللہ کے بارے میں تصور قائم کرنا دشوار معلوم ہوتا ہے اسی لیے) حضرت ابورزین رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول ﷺ ہمارا رب اپنی مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے کہاں تھا۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی کو اب جو تعلق کائنات کے ساتھ ہے تو ایک وقت تھا کہ یہی تعلق خلا کے ساتھ تھا کہ (موجود کائنات کی جگہ) اوپر نیچے ہر طرف خلا ہی خلا تھا۔ پھر (سب سے پہلے اللہ تعالی نے پانی پیدا کیا اور اس) پانی کے اوپر اپنا عرش پیدا کیا۔

فائدہ: دوسرے لفظوں میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عالم کا تفصیلی وجود جس تجلی کے سبب سے ہے اس کے وجود سے پہلے بس وہی تجلی موجود تھی اور اس کے ہر طرف خلا ہی خلا تھا۔ (تجلیات کی بحث آگے آرہی ہے)

تخلیق عالم

عالم نور اور اس کے بعد عالم ارواح کی تخلیق:

عن جابر عبدالله الانصاری قال قلت یا رسول الله بابی انت و امی اخبر نی عن اول شئی خلقه الله تعالی قبل الاشیاء قال یا جابر ان الله خلق قبل الا شیاء نور نبیک من نورہٖ فجعل ذٰلک النور یدور بالقدر ة حیث شاء الله ولم یکن فی ذٰلک الوقت لوح ولا قلم ولاجنة ولا نار ولا ملک ولا سماء ولا ارض ولا شمس ولا قمر ولا جنی ولا انسی فلما ار اد الله ان یخلق الخلق قسم ذٰلک النور اربعة اجزاء فخلق من الجزء الاول القلم ومن الثانی اللوح ومن الثالث العرش ثم قسم الجز ء الرابع اربعة اجزَاء فخلق من الاول حملة العرش ومن الثانی الکرسی ومن الثالث بقیة الملا ئکة ثم قسم الرا بع اربعة اجزاء فخلق من الاول السمٰوا ت ومن الثانی الارضین ومن الثالث الجنة والنار ثم قسم الرا بع اربعة اجزاء فخلق من الاول نور ابصار المومنین ومن الثانی نور قلوبهم وهی المعرفة بالله ومن الثالث نور السنتهم وهو التوحید لا اله الله محمد رّسول الله (عبدالرزاق)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے پوچھا اے اللہ کے رسول

میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں مجھے یہ بتائیے کہ اللہ تعالیٰ نے دیگر اشیاء کی تخلیق سے پہلے سب سے پہلی چیز کیا پیدا کی؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے جابر اللہ نے دیگر اشیاء کی تخلیق سے پہلے اپنے (علم میں خزانہ) نور سے تیرے نبی (کی روح اور تمام مخلوقات کی ارواح) کا (مادہ ایک) نور پیدا کیا (اور چونکہ وہ جزو جس سے رسول اللہ ﷺ کی روح مبارکہ کی تخلیق کی گئی اس مادہ میں مرکزہ کی حیثیت رکھتا تھا اس لئے پورے مادہ نور کی نسبت شرافت کے طور پر آپ ﷺ کی طرف کی گئی)۔ وہ (مادہ) نور اللہ کی قدرت سے جہاں اللہ نے چاہا گردش کرتا، اور اس وقت نہ لوح تھی نہ قلم تھا نہ جنت تھی نہ دوزخ تھی نہ فرشتہ تھا نہ آسمان تھا نہ زمین تھی نہ سورج تھا نہ چاند تھا اور نہ کوئی جن تھا نہ کوئی انسان تھا۔

جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا (یعنی جب اللہ تعالیٰ کے علم اور ارادہ ازلی میں مخلوق کی پیدائش کا جو وقت تھا وہ ہوا) تو اس نور کے چار حصے کیے۔ پہلے حصے سے قلم کو دوسرے حصے سے لوح کو اور تیسرے سے عرش کو (یعنی ان کی ارواح کو) پیدا کیا اور چوتھے حصے کے آگے چار جزو کیے ان میں سے پہلے جزو سے حاملین عرش کو دوسرے سے کرسی کو تیسرے سے باقی فرشتوں کو (یعنی ان کی ارواح کو) پیدا کیا اور چوتھے جزو کے پھر چار ٹکڑے کیے ان میں سے پہلے ٹکڑے سے آسمانوں دوسرے سے زمینوں کو تیسرے سے جنت و دوزخ کو (یعنی ان کی ارواح کو) پیدا کیا اور چوتھے ٹکڑے کے مزید چار حصے کیے ان میں سے پہلے حصے سے مومنین کی آنکھوں کا نور اور دوسرے سے ان کے دلوں کا نور یعنی معرفت الٰہیہ اور تیسرے سے ان کی زبانوں کا نور یعنی کلمہ توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ بنایا (اسی طرح باقی اجزاء سے انسانوں سمیت دیگر مخلوقات کی ارواح کو پیدا کیا بعد میں جب اللہ تعالیٰ کے علم و ارادہ کے مطابق ان ارواح کو ان کے مناسب حال اجساد و اجسام عطا کیے گئے۔ اس طرح سے یہ عالم وجود میں آیا)۔

تنبیہ: یہ جو لکھا کہ تمام اشیاء کی ارواح کو پیدا کیا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن پاک میں ہے :

و ان من شیی الا یسبح بحمدہٖ ولکن لا تفقھون تسبیحھم (سورہ اسراء : ۴۴)

ہر چیز اللہ کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح کرتی ہے لیکن تم ان کی تسبیح کو سمجھتے نہیں ہو۔

اس سے معلوم ہوا کہ وہ تسبیح و تحمید حالی نہیں بلکہ قولی ہے کیونکہ تسبیح حالی کو تو لوگ سمجھ ہی لیتے ہیں اور جو تسبیح و تحمید قولی ہو اس کے لیے کسی قدر شعور کا ہونا ناگزیر ہے اور ذی شعور حقیقت روح کہلاتی ہے تو اس آیت کی رو سے عالم کی ہر شے میں کوئی شعور رکھنے والی روح موجود ہے اور ارواح سب انتہائی لطیف اور نورانی ہوتی ہیں۔

عالم کی ارواح کا مادہ پیدا کرنے کے بعد جو چیزیں پہلے پہل پیدا کی گئیں وہ پانی، عرش، قلم اور لوحِ محفوظ ہیں:

عن عبداللہ بن عمر و قال قال رسول اللہ ﷺ کتب اللہ مقادیر الخلائق قبل ان یخلق السمٰوات والارض بخمسین الف سنة وکان عرشہٗ علی الماء

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کرنے سے پچاس ہزار سال قبل (قلم کو لوحِ محفوظ میں لکھنے کا حکم دے کر) تمام مخلوقات کی تقدیریں اور اندازے لکھ دیے اس وقت اللہ تعالیٰ کا عرش پانی پر تھا۔

(جاری ہے)

شرعی اصول کے مطابق سونے کے زیورات بنانے کا قابلِ اعتماد ادارہ

دلشاد گولڈ سمتھ

ہمارے یہاں سونے کی فینسی اور جدید ڈیزائن کے مطابق چوڑیاں تیار کی جاتی ہیں۔
نیز آرڈر پر عروسی زیورات منفرد اور جدید ڈیزائن میں فیکٹری ریٹ پر بنائے جاتے ہیں

پروپرائٹر:۔ شیخ فیروز الدّین۔ مُحمّد اعزاز

مُحمّد گولڈ سنٹر عقب سنگھار سنٹر فسٹ فلور دھوبی منڈی پرانی انارکلی لاہور فون: 7240181

کیا ہم اس کے لیے بھی تیار نہیں ہیں؟

﴿مولانا خالد سیف اللہ صاحب رحمانی﴾

اس وقت مادی اعتبار سے دنیا کے سب سے طاقتور ملک نے ایک ایسے چھوٹے پس ماندہ ملک کو کسی دلیل و حجت کے بغیر اپنی دست درازی اور ستم فرمائی کا نشانہ بنا رکھا ہے جو قدرتی طور پر قحط زدہ، معاشی اعتبار سے مفلوج اور سالہا سال سے جنگی حالات سے دوچار ہے اور جو ایک دہے سے زیادہ ایک دوسری بڑی طاقت کے ظلم وستم کا نشانہ بن چکا ہے۔ اس قوم کی غیرت وحمیت کا حال یہ ہے کہ اس پس ماندہ اور نہتے ملک کا مغرب ومشرق کی طاقتوں نے بار بار امتحان لیا ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ اس امتحان میں پورا اترا ہے، جن لوگوں کو اپنے دست و بازو پر ناز ہے، اس بے دست قوم نے ان سے پنجہ آزمائی کی ہے اور اللہ تعالیٰ کی مدد خاص کے ذریعہ ان کو ان کی بد اعمالیوں کا مزا چکھایا ہے، خدا کرے کہ پھر اس غیبی طاقت کو جوش آئے اور اس عہد کا فرعون پاش پاش ہو کر رہ جائے۔ وما ذالک علی اللہ بعزیز۔

سوال یہ ہے کہ جو مسلمان اپنے ان مظلوم اور نہتے بھائیوں کی اخلاقی مدد کرنے کے سواء کچھ اور نہیں کر سکتے، انہیں کیا رویہ اختیار کرنا چاہیے؟ رسول اللہ ﷺ نے ایک اصولی بات بیان فرمائی ہے کہ جب تم میں سے کوئی شخص کسی برائی کو دیکھے تو اول اسے ہاتھ سے روکنے کی کوشش کرے، اگر اس پر قادر نہ ہو تو زبان سے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو دل سے برا سمجھے اور دل میں ارادہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ جب بھی قدرت دیں گے وہ اسے روکنے کی کوشش کرے گا۔

(ابوداؤد حدیث نمبر ۴۳۴۰)

ظلم و جور سے بڑھ کر کوئی منکر اور برائی نہیں، یہ تو دنیا میں شرک سے بھی بڑھ کر ہے، کیونکہ دنیوی احکام کی حد تک شرک کو گوارا کیا جا سکتا ہے، لیکن ظلم ایسی برائی ہے کہ وہ کسی طور قابلِ قبول نہیں، کفر ایسا جرم نہیں کہ جو شخص پہلے سے اس عقیدہ پر ہو اسے دنیا میں کوئی سزا دی جائے، لیکن اگر کوئی شخص کسی کا مال لے لے، کسی کی عزت و آبرو پر حملہ آور ہو یا کسی کو قتل کردے، تو وہ ضرور لائق سزا ہے، پس ظلم سب سے بڑی برائی ہے اور اپنی طاقت وصلاحیت بھر اس کی مخالفت واجب ہے! مخالفت اور ناراضگی کے اظہار کا ایک طریقہ ترکِ تعلق بھی ہے اور ظالموں کے ساتھ ترکِ تعلق کی تعلیم خود قرآن مجید نے دی ہے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یا ایھا الذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصارٰی اولیاء بعضھم اولیاء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللہ لایھدی القوم الظالمین." (المائدہ:۵۱)

"اے ایمان والو! یہود و نصارٰی کو دوست نہ بناؤ، وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں

اور تم میں سے جو ان کو دوست رکھے گا وہ ان ہی میں سے ہوگا، بیشک اللہ ظلم شعار لوگوں کو ہدایت نہیں دیتے۔"

اس آیت میں ایک جامع لفظ "دوست نہ بنانے" کا استعمال کیا گیا ہے، یہ ایک وسیع المعنی تعبیر ہے، جس میں قلب ونگاہ کی محبت، فکر ونظر کا تاثر، سماجی زندگی کی مماثلت اور مالی معاملات وتعلقات سب شامل ہیں، یہ کوئی شدت پر مبنی حکم نہیں ہے، بلکہ ظلم کے خلاف ناراضگی کے اظہار کا ایک طریقہ ہے۔ اس آیت کے اخیر میں ظالموں کا تذکرہ کر کے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا گیا کہ: جو یہود ونصاریٰ ظلم وجور پر کمر بستہ ہوں مسلمانوں کے لیے اپنی طاقت وقدرت کے مطابق ان سے بے تعلقی برتنا واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ایک اور موقع پر اس حکم کو مزید وضاحت کے ساتھ بیان فرمادیا ہے:

"انما ینھکم اللہ عن الذین قاتلو کم فی الدین و اخر جو کم من دیار کم و ظاھر وا علی اخر اجکم ان تولو ھم ومن یتولھم فاو لئک ھم الظالمون."

"بے شک اللہ تم لوگوں کو ان لوگوں سے تعلق رکھنے سے منع کرتے ہیں جنھوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ کی، تم کو تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی اور جو ان سے تعلق رکھیں وہ بھی ظالم ہیں۔" (الممتحنہ/۹)

گھروں سے نکالنا، محض دین کی بناء پر آمادۂ قتل وقتال ہونا اور جو لوگ مسلمانوں کے شہروں اور آبادیوں کو ویران کرنے پر تلے ہوئے ہوں، ان کو مدد پہنچانا، یہ وہ اوصاف ہیں جن کے حامل بدطینت یہودیوں اور نصرانیوں سے بے تعلقی برتنے کا حکم دیا گیا ہے۔ غور کیجئے کہ کیا آج امریکہ وبرطانیہ ان جرائم کے مرتکب نہیں ہیں؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ بوسنیا میں مسلمانوں کے قتلِ عام میں درپردہ برطانیہ نے ظالم سربوں کی مدد کی ہے؟ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ آج ان ممالک کی جفا کاریوں اور ستم انگیزوں کی وجہ سے افغانستان کے بے آسرا مسلمان اپنے گھر چھوڑنے پر مجبور ہیں؟ کیا یہ ظالم اسرائیل کے ناصر ومددگار نہیں ہیں جو آئے دن بے قصور فلسطینی مسلمانوں کا قتلِ عام کرتے ہیں؟ اور جنھوں نے لاکھوں فلسطینیوں کو اپنے مادرِ وطن میں رہنے کے حق سے بھی محروم کردیا ہے؟ قرآن نے جن یہود ونصاریٰ سے بے تعلق ہونے اور رشتہ محبت کاٹ لینے کا حکم دیا ہے، ان مغربی طاقتوں میں ان میں سے کون سی بات نہیں پائی جاتی؟

جناب بش نے اس جنگ کو تہذیبی اور صلیبی جنگ کا نام دے کر کیا اس بات کا صاف اعلان نہیں کردیا کہ انہیں افغانستان کے بے آب وگیاہ صحراؤں اور خشک پہاڑیوں سے کوئی دلچسپی نہیں، ان کا اصل نشانہ وہ لوگ ہیں جو اپنی سرزمین

میں اس سرزمین کے باشیوں کی رضامندی سے اللہ کے دین کو جاری وقائم کرنا چاہتے ہیں، نہ وہ کسی ملک سے قرض کے طلبگار ہیں، نہ انہوں نے پڑوسی ملک کی طرح معاشی امداد کا کاسئہ گدائی مغرب کے دروازے پر بڑھایا ہے، ان کا قصور صرف اس قدر ہے کہ وہ خدا کے اس حصہ زمین پر جو خود ان کے قبضہ میں ہے، خدا کے دین کو نافذ کرنا چاہتے ہیں، پھر کیا ایسے اعداء دین سے بے تعلقی واجب نہ ہوگی؟

ایسا نہیں ہے کہ قرآن نے نفرت وعداوت کی دعوت دی ہے، اسلام نے تو ہمیں نفرت کی آگ کو بھی محبت کی شبنم سے بجھانے کا سبق دیا ہے، ہمارے جو غیر مسلم بھائی آمادۂ ظلم وجور نہ ہوں، ان کے ساتھ قرآن نے حسنِ سلوک اور مروت وخوش اخلاقی کا حکم دیا ہے، چنانچہ ارشاد ہے:

"لاینھکم اللہ عن الذین لم یقاتلو کم فی الدین ولم یخرجو کم من دیار کم ان تبرو ھم وتقسطوا الیھم ان اللہ یحب المقسطین." (الممتحنہ/۸)

"اللہ تعالیٰ تمہیں ان غیر مسلموں کے ساتھ حسنِ سلوک اور انصاف سے نہیں روکتا جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ نہ کی ہو اور تمہیں تمہارے گھروں سے نہ نکالا ہو، بیشک اللہ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتے ہیں۔"

جو غیر مسلم بھائی انصاف کی روش پر قائم ہوں وہ ہمارے انسانی بھائی ہیں اور ہمارے برادرانہ سلوک اور حسنِ اخلاق کے مستحق ہیں اور ان کے ساتھ زیادتی کسی طور جائز نہیں، بے تعلقی کا حکم ان لوگوں سے ہے جنہوں نے اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں جارحانہ اور نامنصفانہ روش اختیار کر رکھی ہو، یہ سمجھنا کہ کسی خاص شخص کی حوالگی یا کسی مطالبہ کی تکمیل مغربی طاقتوں کو مطمئن کر دے گی اور اسلام کے خلاف بغض وعناد کی جو آگ ان کے سینوں میں سلگی ہوئی ہے، اسے بجھانے میں کامیاب ہو جائے گی، محض ایک طفلانہ خیال ہے اس عناد کا اصل نشانہ اسلامی فکر وعقیدہ، اسلامی تہذیب و ثقافت اور اسلامی نظام حیات ہے۔ قرآن نے یہود ونصارٰی کی نفسیات اور ان کے اندرونی جذبات کی خوب ترجمانی کی ہے اور یہ جس قدر رسول اللہ ﷺ کے عہد میں مبنی بر واقعہ تھی اسی قدر آج بھی ہے۔

ولن ترضی عنک الیھود ولا النصاری حتی تتبع ملتھم، قل ان ھدی اللہ ھو الھدی ولئن اتبعت اھواء ھم بعد الذی جاء ک من العلم، ما لک من اللہ من ولی ولا نصیر." (البقرة، ۱۲۰)

"یہود ونصارٰی آپ سے اس وقت تک راضی ہو ہی نہیں سکتے جب تک آپ ان کے دین کے پیرو نہ ہو جائیں، آپ کہہ دیجیے کہ ہدایت تو وہ ہے جو اللہ کی ہے، اگر آپ علم حاصل

ہونے کے بعد بھی ان کی خواہشات کی پیروی کرنے لگیں تو آپ کے لیے اللہ کے مقابلہ کوئی حامی ومددگار نہ ہوگا۔''

قرآن نے اس میں یہود ونصاریٰ کے اندرونی جذبات کو کھول کر رکھ دیا ہے اور خلافت عثمانیہ کے سقوط سے اب تک عالمِ اسلام میں جو جنگیں ہوئی ہیں، وہ سب اس کے واضح شواہد ہیں، اس لیے جب تک مسلمان اپنے مذہبی تشخصات اور اپنے ثقافتی امتیازات کو خیر باد نہ کہہ دیں اور پوری طرح مغربی فکر اور مغربی ثقافت کے سامنے جبین تسلیم خم نہ کر دیں، ان کی تشفی نہیں ہوسکتی اور انشاء اللہ مسلمان کبھی اس کے لیے تیار نہیں ہوں گے، اس لیے کہ وہ دین کے لیے سب کچھ کھونے کو ''پانا'' اور اللہ کی راہ میں رگ گلو کٹانے کو ''جینا'' تصور کرتے ہیں اور یہ ان کے ایمان وعقیدہ کا حصہ ہے۔

اس پس منظر میں ہم مسلمانِ ہند قانون کے دائرہ میں رہتے ہوئے یہ ضرور کر سکتے ہیں کہ ملک کی رائے عامہ کو حقیقت پسند بنائیں اور انہیں حقیقی صورت حال کا ادراک کرنے میں مدد دیں، منصف مزاج ہندو بھائیوں (جن کی آج بھی اس ملک میں اکثریت ہے) کو ساتھ لے کر حکومتِ ہند سے خواہش کریں کہ وہ اپنی ناوابستہ پالیسی پر قائم رہے اور امریکہ کی آنکھ بند کر کے حمایت نہ کرے، ورنہ اندیشہ ہے کہ کل کو ان کا پنجہء استبداد ہمارے ملک کی طرف بھی بڑھے گا اور انہیں ہمارے ساتھ بھی تحکم آمیز رویہ اختیار کرنے کی جرأت پیدا ہوگی۔

اس کے ساتھ ہم امریکہ اور برطانیہ کی تجارتی اشیاء کا بائیکاٹ کریں، کہ یہ بھی منکر پر ناراضگی کے اظہار اور ظالم سے بےتعلقی برتنے کا ایک مؤثر طریقہ ہے اور شرعاً بحیثیت مسلمان ہم اس بات کے مکلف ہیں کہ اس سلسلہ میں جو طریقہ اختیار کرنا ہمارے لیے ممکن ہو، ہم اس سے دریغ نہ کریں، یہ انسانی فریضہ ہے، یہ شرعی ذمہ داری ہے اور حمیتِ ایمانی اور غیرت اسلامی للکار کر ہم سے پوچھ رہی ہے کہ کیا ہم اس کے لیے بھی تیار نہیں ہیں؟؟ (بشکریہ ندائے شاہی)

قارئین انوارِ مدینہ کی خدمت میں اپیل

ماہنامہ انوارِ مدینہ کے ممبر حضرات جن کو مستقل طور پر رسالہ ارسال کیا جارہا ہے لیکن عرصہ سے اُن کے واجبات موصول نہیں ہوئے اُن کی خدمت میں گزارش ہے کہ انوارِ مدینہ ایک دینی رسالہ ہے جو ایک دینی ادارہ سے وابستہ ہے اس کا فائدہ طرفین کا فائدہ ہے اور اس کا نقصان طرفین کا نقصان ہے اس لیے آپ سے گزارش ہے کہ اس رسالہ کی سرپرستی فرماتے ہُوئے اپنا چندہ بھی ارسال فرما دیں اور دیگر احباب کو بھی اس کی خریداری کی طرف متوجہ فرمائیں تا کہ جہاں اس سے ادارہ کو فائدہ ہو وہاں آپ کے لیے بھی صدقہ جاریہ بن سکے۔ (ادارہ)

امریکی و برطانوی مصنوعات کے بائیکاٹ کے فتوے کا دائرۂ اثر

افغانستان پر امریکی جارحیت پر اظہارِ احتجاج کے لیے علماء ہند نے متفقہ طور پر بائیکاٹ کا جو فتوی جاری کیا ہے (جس کا متن گذشتہ شمارے میں شائع ہو چکا ہے) اس کے متعلق لوگوں کے ذہنوں میں کچھ سوالات اُٹھ رہے تھے جن کی ترجمانی زیرِ نظر استفتاء میں کی گئی ہے۔ اس استفتاء کا جو جواب دارالافتاء مدرسہ شاہی سے جاری کیا گیا اس کی نقل ذیل میں شائع کی جارہی ہے۔ امید ہے کہ اس سے مسئلہ کی نوعیت سمجھنے میں مدد ملے گی۔ (مرتب)

الاستفتاء: عرضِ خدمت یہ ہے کہ ایک استفتاء پیشِ خدمت ہے براہ کرم اس کا تفصیلی و تحقیقی جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں ابھی حال میں علماء کرام کی جانب سے ایک فتوی امریکہ اور اس کے اتحادیوں سے بائیکاٹ کے سلسلہ میں پہنچا تھا اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ ایک نہایت ضروری اقدام ہے جو موجودہ حالات میں ناگزیر ہے تاہم اس سلسلہ میں کچھ امور وضاحت طلب ہیں امید ہے کہ ان کے بارے میں تفصیلی روشنی ڈال کر ممنون فرمائیں گے۔

(۱) امریکی مصنوعات میں کیا چیزیں داخل ہیں اور کیا نہیں؟ آج کل جو صورتِ حال ہے اس میں عام استعمال میں آنے والی تقریباً پچاس فی صد چیزیں غیر ملکی ہوتی ہیں اور ان میں بیشتر امریکی و برطانوی بھی ہوتی ہیں، مثلاً کھانے پینے کی چیزیں، دوائیاں، کپڑے، جوتے، الیکٹرانک چیزیں، گھروں کی تعمیر میں لگنے والی چیزیں سیمنٹ، چونا پینٹ، وغیرہ، بڑے کارخانوں میں کام آنے والی بڑی بڑی مشینیں اسی طرح چھوٹی بڑی سب ہی گاڑیاں، اور ان میں بہت ساری چیزیں ایسی بھی ہیں جو خالص بدیسی نہ سہی مگر شراکت میں بنتی ہیں کیا ان ساری چیزوں کا استعمال شرعاً ناجائز ہوگا؟ اگر یہ حکم علی الاطلاق ہے تو پھر جو چیزیں خریدی جا چکی ہیں ان کے استعمال کا کیا حکم ہے؟ کیا ان کا استعمال بھی بالکلیہ ترک کر دیا جائے؟ تو پھر ان اشیاء کا مصرف کیا ہے؟

(۲) گھروں میں بجلی کے بلب، پنکھے اور دیگر برقی اشیاء میں بھی کثرت سے باہر کی خصوصاً اتحادی ملکوں کی چیزیں عموماً زیرِ استعمال ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ ان کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟

(۳) سواری کے لیے استعمال میں آنے والی گاڑیاں (ٹو وہیلر ہو یا فور وہیلر) اتحادی ملکوں کی کمپنیوں کی یا ان

کی شراکت میں چلنے والی کمپنیوں کی گاڑیاں کثرت سے استعمال ہورہی ہیں ان کا کیا حکم ہوگا؟ ان کا استعمال شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

(۴) ہوائی جہاز ۹۹ فی صد اتحادی ممالک کی کمپنیاں ہی تیار کرتی ہیں، ہمارے علم میں کوئی دیسی کمپنی نہیں جو ہوائی جہاز تیار کرتی ہو، تو پھر ہوائی جہاز کے ذریعہ سفر جائز ہوگا یا نہیں؟ کیونکہ ہوائی سفر کرنے میں بھی کسی نہ کسی طرح ان ممالک کا تعاون ہوگا۔

(۵) درآمد و برآمد کا کاروبار کرنے والے بڑے تاجروں کے لیے الجھنیں اور زیادہ ہیں۔ ہندوستان سے بیرونی ممالک برآمد ہونے والی چیزوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟ ان میں بہت ساری چیزیں ہیں دوائیاں، کپڑے، چمڑے کی بنی ہوئی اشیاء، ظروف وغیرہ ان میں بہت بڑی تعداد مسلمان تاجروں کی ہے؟ کیا ان کو امریکہ برطانیہ اور دیگر اتحادی ملکوں سے تجارتی روابط بالکل ختم کرنے پڑیں گے؟ اگر ایسا ہے تو پھر مسلمان تاجروں کے لیے متبادل کیا ہے؟ کیا درآمد کا کاروبار ہی بند کر دیا جائے؟

(۶) درآمد و برآمد کا کاروبار کرنے والے اپنے کارخانوں کی بیشتر ضروریات انہی ملکوں سے درآمد کرتے ہیں اگر چہ بہ مشکل ان کا متبادل تلاش کیا جاسکتا ہے مگر کافی دشواری کے بعد۔ ہم کھال کے تاجروں کے لیے دباغت دینے کے لیے ضروری کیمیکل و دیگر اشیاء بیشتر امریکہ وغیرہ ملکوں سے درآمد کیے جاتے ہیں ہندوستان اور برصغیر کے دیگر ممالک کے مقابلہ میں یورپی ممالک کی چیزیں عمدہ ہوتی ہیں اور عرصہ دراز سے تقریباً ۲۰/۲۵ سال سے یہ تجارت جاری ہے تو اس بات کا قوی اندیشہ ہے کہ کہیں یہ صنعت مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل کر دوسروں کے ہاتھ نہ چلی جائے جس سے ملت اسلامیہ کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچے گا۔

(۷) اسی طرح کچی کھالیں بھی برصغیر کے ممالک کے مقابلہ میں یورپی ممالک کی کھالیں عمدہ ہوتی ہیں اور ان کی درآمد کا سلسلہ بھی عرصہ دراز سے جاری ہے ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا اسے بھی بند کرنا ضروری ہوگا؟

(۸) امریکہ اور اس کے اتحادیوں میں ہندوستان بھی داخل ہے اور ہماری حکومت کی پالیسی بھی افغانستان کے سلسلہ میں بالکل وہی ہے جو امریکہ کی ہے ایسی صورت میں بدیسی اشیاء کے ساتھ ساتھ دیسی اشیاء کا حکم بھی وہی ہونا چاہیے؟ اس کی بھی وضاحت فرمائیں تو مہربانی ہوگی۔

(۹) نیز اس کی بھی وضاحت فرمائیں کہ امریکہ اور اتحادی ممالک سے بائیکاٹ کا یہ حکم علی الاطلاق ہمیشہ کے لیے یا صرف موجودہ حالات کے پیشِ نظر، حضرت والا ان مسائل کی وضاحت بے حد ضروری ہے اس لیے جلد از جلد جواب عنایت فرما کر ممنون فرمائیں۔

باسمہٖ سبحانہٗ تعالیٰ

الجواب وباللّٰہ التوفیق: سوال کی الگ الگ شقوں کے جواب سے پہلے بنیادی طور پر یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ شریعت میں ممانعت اور حرمت دو طرح کی ہوتی ہے، (۱) **حرمت لعینہ:** جیسے خنزیر، خون، مردار وغیرہ کی حرمت کہ یہ چیزیں خود اپنی ذات سے حرام ہیں، ان کا استعمال اور خرید و فروخت سب حرام ہے، اور ان کے ذریعہ سے حاصل شدہ آمدنی کسی بھی طرح اپنے مصرف میں لانی جائز نہیں ہے۔ (۲) **حرمت لغیرہ:** یعنی کسی خارجی سبب کی وجہ سے کوئی معاملہ ممنوع قرار دیا جائے مثلاً جمعہ کی اذان کے بعد بیع وشراء، خانہ جنگی کے حالات میں ہتھیار فروخت کرنا، یا شراب بنانے والے کے ہاتھ شیرا فروخت کرنا، اس طرح کے معاملات کا حکم یہ ہے کہ ان پر عمل تو موجب گناہ ہے مگر معاملہ اگر کرلیا جائے تو اس سے آمدنی حرام نہیں ہوتی اور نہ خرید کردہ چیز کا استعمال شرعاً حرام ہوتا ہے، بلکہ حرمت صرف معاملہ کرنے کی حد تک محدود رہتی ہے گویا کہ معاملہ کرنے والے کے گنہگار ہونے کے باوجود اس معاملہ پر ملکیت وغیرہ کے شرعی احکامات مرتب ہونے پر کوئی اثر نہیں پڑتا، موجودہ حالات میں حضرات مفتیانِ کرام نے امریکی و برطانوی مصنوعات کے بائیکاٹ کا جو فتوی جاری کیا ہے اس کا تعلق "**حرمت لغیرہ**" سے ہے، یعنی اس فتوی سے امریکی مصنوعات مردار کی طرح حرام نہیں ہوئیں بلکہ ایک خارجی علت "ظلم پر تعاون" کی بنیاد پر امریکی مصنوعات کی خریداری سے منع کیا گیا ہے، لہٰذا اگر کوئی ان مصنوعات کو خریدے گا تو وہ ظلم پر مددگار بننے کی وجہ سے گنہگار ہوگا مگر اس کا یہ معاملہ بیع فاسد نہ کہلائے گا، اسی طرح اگر کسی نے پہلے سے کوئی امریکی سامان خرید رکھا ہے یا اس کے استعمال میں ہے تو اس کا ضائع کرنا یا استعمال سے رک جانا اس پر لازم نہیں ہے، **قال فی الھدایۃ: کل ذلک یکرہ ولا یفسدبہ البیع لان الفساد فی معنی خارج زائد لافی صلب العقد و لافی شرائط الصحۃ (ھدایہ ۳/۵۱)** اس اجمالی تمہید کے بعد نمبروار سوالوں کا جواب پیش ہے:

(۱) امریکی مصنوعات میں وہ تمام چیزیں شامل ہیں جو امریکہ میں بنی ہوں یا امریکہ کے اشتراک سے کسی دوسرے ملک میں بنی ہوں، اب ان کو خرید کر ظالموں کا تعاون کرنا جائز نہیں ہے، ہاں جو چیزیں پہلے سے خریدی جاچکی ہیں ان کا استعمال بدستور درست ہے، ان کو ضائع کرنے کا حکم نہیں ہے۔ یہ حکم صرف آئندہ خریدنے کے متعلق ہے۔

(۲) مذکورہ اشیاء کا استعمال جائز ہے، آئندہ خریداری سے اجتناب لازم ہے۔

(۳) جو گاڑیاں پہلے سے اپنی ملکیت میں ہیں ان کا استعمال حرام نہیں ہے، آئندہ خریداری میں غیر امریکی گاڑیاں ہی استعمال کے لیے لی جائیں۔

(۴) ہوائی جہاز چلانے والی کمپنی اگر ملکی ہے مثلاً ایر انڈیا تو اس میں سفر کرنے میں شرعاً کوئی حرج نہیں اگرچہ جہاز امریکہ کے بنے ہوئے ہوں اس لیے کہ ہوائی سفر کا نفع غیر امریکی کمپنی ہونے کی صورت میں امریکہ کو نہیں پہنچتا، اور یہ

تعاون علی الظلم نہیں ہے۔

(۵) ہندوستانی مصنوعات کے غیر ممالک میں برآمد کے کاروبار میں اصل نفع ہندوستانی کو ہوتا ہے لہٰذا اپنی ملکی مصنوعات امریکہ وغیرہ کو فروخت کرنا نفع نہیں ہوگا، البتہ امریکی مصنوعات کے ہندوستان میں درآمد کی شکل میں ممانعت ہوگی، جبکہ کوئی شرعی مجبوری نہ ہو، مثلاً بعض دوائیں یا سرجری کے آلات پوری دُنیا میں صرف امریکہ یا برطانیہ ہی میں دستیاب ہیں تو مجبوراً انہیں وہاں سے منگانا انسانی ضرورت کی بناء پر جائز ہوگا اس لیے کہ اصول ہے کہ "ضرورت کی بنیاد پر بعض ممنوع اشیاء کی اجازت ہوتی ہے۔"

(۶) جس کیمیکل کے حصول کے بغیر تجارت ہی نہ چل سکے اس کا درآمد کرنا منع نہیں ہے۔

(۷) کچی کھالیں امریکہ سے منگانا ہی لازم نہیں یہ ضرورت خود اندرون ملک سے پوری کی جاسکتی ہے۔

(۸) اس وقت تو مقاطعہ ان طاقتوں کا ہے جو جنگِ افغانستان کے اندر براہِ راست ملوث ہیں اور جن کی دولت، جہاز، ہتھیار، اور فوجی جنگ میں حصہ لے رہے ہیں، ابھی ہندوستان یا دوسرے اتحادی ممالک اس حد تک ظلم میں شریک نہیں ہیں، لہٰذا ملکی اشیاء کا یہ حکم نہیں ہوگا۔

(۹) یہ حکم ظالم کے ظلم ختم ہونے تک جاری رہے گا، ظلم ختم ہوجائے تو تعاون علی الظلم کی علت بھی ختم ہوجائے گی، اب دیکھئے کہ ظلم کا سلسلہ کب تک جاری رہتا ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

الجواب صحیح:
شبیر احمد عفا اللہ عنہ
۱۸/ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

کتبہ:
احقر محمد سلمان منصور پوری غفرلہ
۱۸/ شعبان المعظم ۱۴۲۲ھ

وَمَا لَكُم لَا تُقَاتِلُون فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَالمُستَضعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَآءِ
وَالوِالدَانِ الَّذِين يَقُولُونَ رَبَنَآ اخرِجنَا مِن هٰذِهِ القرية الظَّالِمِ اَهلُهَا
وَاجعَل لَنَا مِن لَّدُنكَ وَلِيّاً وَّاجعَل لَّنَا مِن لَّدُنكَ نَصِيرًا (پ۵ ر۷)

عیسائی قیادت کی جانب سے امارت اسلامیہ افغانستان کے خلاف صلیبی جنگوں کے اعلان کے بعد مسلمانوں پر جہاد فرض ہو چکا ہے لہذا

الحامد ٹرسٹ

کے ذریعہ دنیا بھر میں کفر کی فرعونی طاقتوں کے مقابل برسر پیکار مجاہدین اور مظلوم مسلمان، یتیم مساکین، بے سہارا بیوائیں اور زخمی مجاہدین کی مالی مدد کے لیے آگے بڑھیں دیر نہ کریں غفلت کے نتیجہ میں خدانخواستہ کہیں یہ وقت آپ پر بھی نہ آجائے۔ والعیاذ باللہ

اپیل کنندہ

سید محمود میاں غفرلہ

مرکزی دفتر خانقاہ حامدیہ محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور

(ٹھوکر نیاز بیگ سے 19 کلومیٹر)

مندرجہ ذیل حضرات سے رقم جمع کرانے کے لئے رابطہ فرما کر رسید حاصل کر سکتے ہیں۔

(۱) جناب مولانا خالد محمود صاحب و جناب مولانا یعقوب صاحب
مرکزی دفتر خانقاہ حامدیہ محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور۔

(۲) جناب ڈاکٹر محمد امجد صاحب بیت الحمد نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
الحبیب ہومیو پیتھک کلینک ۱۰۔ چوک موہنی روڈ لاہور فون نمبر: **7114147**

(۳) جناب سید دلاور علی شاہ صاحب اقراء مدینۃ الاطفال ۴۲ شاہ جمال لاہور
فون نمبر: **7571837-7568322**

(۴) جناب مولانا نعیم الدین صاحب مکتبہ قاسمیہ الفضل مارکیٹ ۱۷۔ اردو بازار لاہور
فون نمبر: **7232536**

(۵) جناب قاری غلام سرور صاحب خطیب جامع مسجد بخاری ڈی۔۳۰۱ محلّہ الفیصل
اندرون لوہاری گیٹ لاہور فون نمبر: **7651069**

(۶) جناب خلیل الرحمٰن صاحب عرف بو خلیل سگریٹ مارکیٹ نئی انارکلی ہسپتال روڈ
لاہور فون نمبر: **7227947**

(۷) جناب قاری محمود الحسن صاحب جامع مسجد فضلیہ عثمانیہ مونگیا سٹریٹ سنت نگر لاہور
فون نمبر: **7117438**

(۸) جناب مولانا قاری انتظار حسین صاحب خطیب جامع مسجد فاروقیہ خیبر پارک سنت نگر لاہور۔

(۹) جناب مولانا عبدالحفیظ صاحب خطیب مسجد جانی شاہ ۱۰۲۔ لٹن روڈ نزد چوک قرطبہ مزنگ چونگی لاہور فون نمبر: 7356836

(۱۰) جناب محمد حسن صاحب دوکان نمبر 8 گولڈ سنٹر لبرٹی مارکیٹ لاہور فون نمبر: 5764546

(۱۱) جناب فیروز صاحب آئیڈیل گارمنٹس چوک نوری بلڈنگ مین بازار اسلام پورہ لاہور۔

(۱۲) جناب اشتیاق احمد صاحب سعدی ٹول سٹور نزد شیل پٹرول پمپ سلطان باہو چوک شیخ عبدالقادر جیلانی روڈ لاہور۔

(۱۳) جناب مولانا عرفان صاحب ۱۹۶۔ این نزد مسجد بلال آفیسر کالونی پیکو مرغزار لاہور۔

(۱۴) جناب مولانا محمد ولید صاحب ۱۴۔ بہاولپور روڈ چوک قرطبہ مزنگ چونگی لاہور۔ فون نمبر: 7564782

(۱۵) جناب فرید احمد صاحب ٹونز سنٹر 2- نگار سنٹر پٹیالہ گراؤنڈ لنک میکلوڈ روڈ لاہور فون نمبر: 7357887

انبیاء کرام علیہم السلام واولیاء عظام کا توسل

﴿حافظ مجیب الرحمٰن اکبریؔ ڈیرہ اسماعیل خان﴾

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم امابعد :

توسل یا وسیلہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کے محبوبوں سے محبت کا اظہار کر کے اسی محبت کی برکت سے دعا کرنا ہوتا ہے۔اس میں نہ کسی نبی یا ولی کو پکارا جاتا ہے نہ اس سے سوال کیا جاتا ہے یہ توسل ممنوع نہیں مستحب اور مندوب اور اَرْجیٰ لِلْاِجَابَتْ ہے تمام اہلِ سنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے چند دلائل پیشِ خدمت ہیں۔

(۱) قرآن مجید میں ہے **وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (بقرہ)**

اور یہود نبی کریم ﷺ سے پہلے (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کر کے) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے۔

اس آیت کی تفسیر میں حضرت ابنِ عباسؓ سے منقول ہے، فرماتے ہیں۔

"ان یھود کانوا یستفتحون علی الاوس والخزرج برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبل مبعثہٖ فلما بعثہ اللہ من العرب کفروا بہ الخ۔"

(درمنثور ج ا ص ۸۸ طبع مصر بحوالہ ابن اسحاق، ابن جریر، ابن المنذر، ابن ابی حاتم دلائل النبوۃ لابی نعیم)

کہ یہود آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے اوس اور خزرج قبیلوں کے مقابلہ میں رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے فتح کی دعائیں مانگتے تھے لیکن جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو عرب میں سے مبعوث فرمایا تو وہ انکاری ہو گئے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان کی دعا کے یہ الفاظ نقل فرمائے

"اللھم ربنا انا نسالک بحق احمد النبی الامی الذی وعدتنا ان تخرجہ لنا فی آخر الزمان بکتابک الذی تنزل علیہ آخر ما تنزل ان تنصرنا علی اعدائنا"۔ (فتح العزیز ج ا ص ۳۸۹)

حضرت شیخ الہند رحمہ اللہ کے الفاظ میں اس کا ترجمہ ہے

"کہ ہم کو نبی آخر الزمان اور جو کتاب ان پر نازل ہوگی ان کے طفیل سے کافروں پر غلبہ عطا فرما"۔ (تفسیر عثمانی ص ۱۷)

حضرت شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے ان روایات کو باسانید صحیحہ مروی قرار دیا ہے علامہ آلوسی رحمہ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ آیت بنو قریظہ اور نضیر کے۔یہود کے بارے میں نازل ہوئی کہ وہ اوس وخزرج کے مقابلے میں رسول اللہ

ﷺ کے وسیلے سے فتح مانگتے تھے، حضرت ابنِ عباسؓ اور قتادہؒ کا یہی قول ہے الخ (روح المعانی ج ۱ ص ۳۲۱)

اور اصولِ فقہ میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ سابقہ امتوں کی کوئی بات وعمل بلانکیر بیان فرمائیں تو وہ ہمارے لیے بھی قابلِ عمل ہوگی (نورالانوار ص ۲۱۶) تو یہ آیتِ کریمہ توسل کے جواز کی دلیل ہے۔

(۲) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت فاطمہ بنتِ اسدؓ فوت ہوئیں تو رسول اللہ ﷺ اُن کے لیے قبر کھدوا کر قبر میں داخل ہو کر اس میں کچھ دیر لیٹ گئے، پھر فرمایا (دعا فرماتے ہوئے) ''اغفر لامی فاطمة بنت اسد و وسع علیها مدخلها بحق نبیک والانبیاء الذین من قبلی فانک ارحم الراحمین''۔

(ترجمہ) ''اے اللہ میری ماں فاطمہ بنتِ اسد کی مغفرت فرما اور اپنے نبی (حضرت نبی کریم ﷺ) اور اُن انبیا کے وسیلہ سے جو مُجھ سے پہلے ہوگزرے اس پر اس کا ٹھکانہ (قبر) کشادہ کردے کیونکہ تُو سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے''۔ (خلاصة الوفاء ص ۲۰۲، ۲۰۳ بحوالہ معجم طبرانی کبیر و اوسط، وقال بسند جید، ص ۵۲)

اس حدیث میں نبی کریم ﷺ نے اپنی ذات کا اور گزشتہ انبیا کرام کا وسیلہ پیش فرما کر دُعا فرمائی ہے جو کم از کم استحباب کی دلیل ہے۔

(۳) حضرت امیہؓ بن خالد بن عبداللہ بن اسید سے روایت ہے۔

''عن النبی صلی اللہ علیه وسلم انه کان یستفتح بصعالیک المهاجرین''

''کہ نبی کریم ﷺ مہاجرین فقراء کے وسیلہ سے فتح کی دعاء مانگتے تھے۔'' (مشکوٰۃ ج ۲ ص ۴۴۷ بحوالہ شرح السنہ، منتخب کنز العمال بر مسند احمد ج ۳ ص ۶۵ بحوالہ طبرانی)

(۴) حضرت ابوسعید خدریؓ سے موقوفاً اور مرفوعاً روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا

''من خرج من بیته الی الصلوٰۃ فقال اللهم انی اسالک بحق السائلین علیک وبحق ممشای هٰذا فانی لم اخرج اشرا و لا بطرا ولا ریاء ولا سمعة (الی ان قال) اقبل اللہ علیه بوجهه واستغفرله سبعون الف ملک''

(ابن ماجہ ج ۱ ص ۵۶ مرفوعاً مصنف ابن ابی شیبہ ج ۷ ص ۲۹ موقوفاً)

جو شخص گھر سے نماز کی طرف نکلا اور دعا کی ''اللهم انی اسالک بحق السائلین علیک و بحق ممشای هٰذا الخ کہ اے اللہ میں آپ سے سوال کرتا ہوں ان لوگوں کا وسیلہ پیش کر کے جو تجھ سے سوال کرتے ہیں اور بحق میرے اس چلنے کے الخ

اس روایت میں بھی جس دعا کی ترغیب ہے اس میں توسل پیش کیا گیا ہے جو توسل کے جواز کی دلیل ہے۔

اس روایت کی سند میں عطیہ بن سعد العوفی کوفی ہے جس کے متعلق امام ابن حجرؒ فرماتے ہیں صدوق (سچا) ہے بہت غلطی کرتا ہے شیعہ اور مدلّس ہے تیسرے طبقے کا راوی ہے (۱۱۱ھ) میں فوت ہوا اِس سے امام بخاریؒ نے ادب المفرد میں اور ابوداؤد، ترمذی اور ابن ماجہ نے روایات لی ہیں (تقریب ص ۶۷۸) علامہ طاہر ہندیؒ فرماتے ہیں کہ امام احمدؒ نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے جب اس کا متابع موجود ہو تو امام ترمذیؒ اس کی حدیث کو حسن قرار دیتے ہیں، بہر حال یہ بات ظاہر ہے کہ اِس کی حدیث موضوع نہیں ہے ضعیف ہے اس وجہ سے علامہ ابن جوزیؒ نے ابن ماجہ کی جن روایات کو موضوع قرار دیا ان میں اس روایت کو ذکر نہیں کیا تو اِس روایت سے استحباب کی دلیل لینا جائز ہے خصوصاً جبکہ مسئلہ توسل میں دوسری روایات بھی اس کی تائید کرتی ہیں۔

(۵) حضرت عثمان بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ ایک نابینا آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا عرض کیا کہ آپؐ میرے لیے دعاء کریں کہ اللہ تعالی مجھے صحت عطا فرمادے آپؐ نے فرمایا اگر تو صبر کر سکے تو صبر کر، صبر ہی تیرے لیے بہتر ہے اس نے عرض کیا کہ بس دُعاء فرمائیں تو آپؐ نے اس کو حکم فرمایا کہ اچھی طرح وضو کر (نماز پڑھ کر) یہ دعاء مانگ ''**اللھم انی اسألک و اتوجہ الیک بنبیک محمدنبی الرحمۃ انی توجھت بک الی ربی لیقضٰی لی فی حاجتی ھٰذہ اللھم فشفعہ فیّ**'''' اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف تیرے نبی محمد نبی رحمت ﷺ کا وسیلہ پیش کر کے متوجہ ہوتا ہوں اور اے نبیؐ! میں آپ کو اپنے رب کی طرف بطور وسیلہ پیش کرتا ہوں تاکہ میری اِس حاجت کو پورا کیا جائے اے اللہ تو اِن کی شفاعت کو میرے حق میں قبول فرما۔'' چنانچہ اللہ تعالی نے اس کو بینائی عطا فرمائی (ترمذی ج ۲ ص ۱۹۷ مسند احمد ج ۴ ص ۱۳۸، ابن ماجہ ج ۱ ص ۹۹ مشکوٰۃ ج ۱ ص ۲۱۹)

امام ابن ماجہؒ فرماتے ہیں ''**لا قال ابو اسحاق ھٰذا حدیث صحیح** ''ابواسحاق فرماتے ہیں کہ یہ حدیث صحیح ہے۔ علامہ شیخ عبدالغنی محدث دہلویؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو امام نسائیؒ اور ترمذیؒ نے دعوات میں تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ نقل کیا ہے اور امام ترمذیؒ نے فرمایا یہ حسن صحیح ہے اور امام بیہقیؒ نے بھی صحیح قرار دیا ہے۔

(انجاح الحاجۃ علی ابن ماجہ ص ۹۸، ۹۹)

ڈاکٹر مسعود عثمانی کہتا ہے کہ اس کی سند میں ابوجعفر مدنی ہے جس کو امام مسلمؒ نے وضاع حدیثیں گھڑنے والا قرار دیا ہے (یہ قبریں یہ آستانے) حالانکہ امام مسلمؒ جس ابوجعفر کو وضاع قرار وہ مدنی نہیں مدائنی ہے جس کا نام عبداللہ بن مسور نقل فرمایا ہے (خطبہ صحیح مسلم ص ۵۱۴) جبکہ یہ ابوجعفر عمیر بن یزید انصاری المدنی الخطمی ہے۔ علامہ ابن حجرؒ نے اس کو صدوق فرمایا ہے (تقریب ج ۱ ص ۷۵۶) بہر حال امام حاکمؒ نے بھی اس روایت کو صحیح علی شرط الشیخین فرمایا (القول البدیع ص ۲۳۱) امام بیہقیؒ نے بھی صحیح فرمایا۔ (خلاصۃ الوفا ص ۵۱)

(۶) بیہقیؒ اور طبرانیؒ میں حضرت عثمان بن حنیفؓ سے روایت ہے کہ (حضرت عثمانؓ) کے دورِ خلافت میں) ان کے پاس ایک آدمی بار بار اپنی کسی ضرورت کے لیے آتا لیکن حضرت عثمانؓ اس کی طرف (بوجہ مصروفیت) توجہ نہ فرماتے تو اس آدمی نے حضرت عثمان بن حنیفؓ کو شکایت کی تو فرماتے ہیں میں نے اس کو کہا کہ وضو کر کے مسجد میں آکر دو رکعت نفل پڑھ کر یہ دُعاء کر" الھم انی اسألک و اتوجہ الیک بنبینامحمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی الرحمۃ ویا محمد انی توجہ بک الی ربی فتقضی حاجتی "(خلاصۃ الوفاء) (جس کا ترجمہ گزشتہ روایت میں ہو چکا ہے) تُو اپنی حاجت کا بھی ذکر کر تو وہ آدمی چلا آیا اور ایسا کیا پھر حضرت عثمانؓ کے دروازے پر آیا تو دربان اس کے پاس آیا اور ہاتھ پکڑ کر حضرت عثمانؓ کی خدمت میں لے گیا حضرت عثمانؓ نے اس کو بٹھایا ضرورت معلوم کی تو حضرت عثمانؓ نے وہ ضرورت پوری کردی اور پھر فرمایا جو ضرورت بھی ہوا کرے وہ بتلادیا کر، الخ

(۷) حضرت ابوبکرؓ سے امام رزین روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یہ دعا سکھلائی" الھم انی سالک بمحمدنبیک و با براھیم خلیک وبموسی نجیک وعیسی لروحک وکلمتک و توراۃِ موسی وانجیل عیسی وزنورِ داؤد و فرقان محمد وکل وحی او حیۃاو قضاء قضیۃ واسألک بکل رسم ھولک الحدیث (جمع الفوائد ج ۱ ص ۴۰۸ ماخوذ از تحفہ خیر خواہی ص ۲۰ مؤلفہ مولانا مفتی عبدالواحد)

ترجمہ: اے اللہ میں آپ سے تیرے نبی محمدؐ اور تیرے خلیل ابراہیمؑ اور تیرے نجی موسیٰؑ اور تیرے روح اور کلمہ عیسیٰؑ اور موسیٰؑ کی زبور اور سیدنا محمد ﷺ کی فرقان کا اور ہر وحی کا جو تو نے کی ہے اور ہر قضاء کا جس کا تو نے فیصلہ کیا اور تیرے ہر نام کا وسیلہ دے کر میں سوال کرتا ہوں۔ الخ

(۸) حضرت آدم علیہ السلام سے جب نسیان ہوا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے بہت آہ و زاری کی مختلف طریقے سے دعائیں مانگیں۔ ایک دُعاء وہ بھی ہے جس کا قرآن مجید میں ذکر ہے کہ عرض کیا "ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین" حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحبؒ فرماتے ہیں "منجملہ ان کے یہ بھی ہے کہ حضورؐ کا وسیلہ اختیار فرمایا۔ فضائل ذکر ص ۹۷ طبع دارالاشاعت کراچی)

حضرت آدم علیہ السلام نے دُعاء فرمائی "یا رب اسألک بحق محمد الاغفرت لی "اے میرے رب میں آپ سے بحق محمد ﷺ سوال کرتا ہوں کہ مجھے بخش دیجیے۔ الی آخر الحدیث یہ روایت حضرت عمرؓ سے مروی ہے خلاصۃ الوفا ص ۵۱ میں مستدرک حاکم سے اور درمنثور ج ۱ ص ۵۸ میں امام طبرانی ......ؒ کی معجم صغیر سے اور امام ابونعیم اور بیہقی کی دلائل النبوۃ سے اور ابن عساکر سے منقول ہے امام حاکمؒ نے مستدرک میں اس کو صحیح قرار دیا ہے، اور امام ابن المنذرؒ نے (درِ منثور ج ۱ ص ۶۰) محمدؒ بن علیؒ بن حسینؓ بن علی بن طالبؓ سے نقل کی ہے جس میں ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے ان کو یہ

الفاظ سکھلائے " اللھم انی اسألک بجاہ محمد عبدک الخ ۔اے اللہ میں تجھ سے تیرے بندے حضرت محمد ﷺ کے وسیلے وجاہ سے سوال کرتا ہوں ،اور دیلمیؒ نے مسند فردوس میں حضرت علیؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت جبرئیلؑ نے یوں دُعاء سکھلائی" اللھم انی اسألک بحق محمد وال محمد الخ اے اللہ میں آپ سے بحق محمد و بحق آل محمد سوال کرتا ہوں" (درِ منثور ج ا ص ۶۰)

یہ روایت اگر چہ ضعیف ہے لیکن موضوع قرار نہیں دی جاسکتی بہر حال وسیلے کے جواز میں جب دوسری روایات اس کی مؤید موجود ہیں تو یہ روایت بھی شاہد سمجھ لی جائے بالکل قابلِ رد بھی نہیں۔

ان روایات سے کئی فوائد حاصل ہوئے۔

(۱) ایک یہ کہ وسیلہ پیش کرنے کی صورت میں بھی آدمی اللہ تعالیٰ ہی کو پکارتا اور دُعاء مانگتا ہے غیر اللہ سے نہیں مانگتا اس لیے وسیلہ کے منکرین جو ایسی آیات پیش کرتے ہیں جن میں غیر اللہ کی پکار کی ممانعت ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کو پکارنے کا حکم ہے وہ آیات درحقیقت وسیلہ کے خلاف نہیں مثلاً ایاک نستعین اے اللہ ہم تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں یہ وسیلہ کے خلاف نہیں ہے چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیعؒ فرماتے ہیں۔

اسی طرح غیر مادی اسباب کے ذریعے کسی نبی یا ولی سے دعا کرنے کی مدد مانگنا یا ان کا وسیلہ دے کر براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا روایاتِ حدیث اور ارشادات قرآن سے اس کا بھی جواز ثابت ہے وہ بھی اس استعانت میں داخل نہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص اور غیر اللہ کے لیے حرام وشرک ہے۔(معارف القرآن ج ا ص ۹۹،۱۰۰) یہی کچھ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمہ اللہ نے فرمایا ہے (تفسیر عثمانی) اسی طرح "ما نعبد ھم الا لیقربونا الی اللہ زلفی" آیت بھی وسیلہ کے خلاف نہیں ورنہ تو منکرین وسیلہ بھی اولیاء سے جو دعاء کرانے کو جائز کہتے ہیں وہ بھی اس آیت کے خلاف ہوگا ما نعبد ہم میں غیر اللہ کی عبادت کرنے اور اس عبادت کو اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھنے والے مشرکوں کے عقیدہ کا ذکر ہے جبکہ وسیلہ میں نہ غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے نہ غیر اللہ کو پکارا جاتا ہے اللہ ہی سے دعا مانگی جاتی ہے ،اسی طرح آیت واذا سألک عبادی عنی فانی قریب بھی وسیلہ کے خلاف نہیں کیونکہ وسیلہ پیش کرنے والا اللہ تعالیٰ کو دور نہیں سمجھتا قریب ہی سمجھتا ہے جب غیر اللہ سے مانگتا تب ہی آیت وسیلہ کے خلاف ہوتی یا یہ سمجھتا کہ اللہ تعالیٰ میری دعا وسیلہ کے بغیر نہیں سنتے تب آیت مخالف ہوتی لیکن وسیلہ پیش کرنیوالے کا یہ عقیدہ نہیں ہوتا اور اگر کسی کا ہوتا ہے تو غلط ہے۔

(۲) دوسری بات یہ واضح ہوئی کہ جس طرح زندہ بزرگ کا وسیلہ یوں پیش کیا جاتا ہے کہ اس سے دعا کرائی جاتی ہے جیسا کہ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے دُعاءِ استسقاء کرائی اسی طرح زندہ سے دعاء کرائے بغیر اس کی ذات کا وسیلہ بھی جائز ہے جیسا کہ نابینا صحابیؓ نے خود حضورؐ کی ذات کو وسیلہ بنایا اور حضرت فاطمہ بنت اسدؓ کے لیے دعاء میں حضورؐ نے خود

کو وسیلہ بنایا اور حضورؐ فقراءِ مہاجرین کو وسیلہ بناتے تھے۔

(۳) تیسری بات یہ واضح ہوئی کہ زندہ کی طرح فوت شدہ بزرگوں کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے جیسا کہ حضرت فاطمہؓ کے حق میں دعا کرتے ہوئے حضورؐ نے پہلے انبیاء کرام کا وسیلہ پیش فرمایا اور حضرت عثمانؓ بن حنیف نے حضورؐ کی وفات کے بعد اس صاحبِ حاجت کو وسیلہ کی تعلیم دی اور اس کی ضرورت پوری ہوئی۔

(۴) چوتھی بات یہ واضح ہوئی کہ کسی نبی یا ولی کا وسیلہ پیش کرنا قبولیت دعا کا ذریعہ ہے لیکن وسیلہ کے ذریعہ یہ بھی نہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ پر اس دعا کو قبول کرنا لازم ہے اور نہ یہ سمجھنا چاہیے کہ وسیلہ کے بغیر دعا قبول نہیں ہوتی۔

اکابر علماء اہلِ سنت کا طریقہ:

علماء اہلِ سنت بھی وسیلہ کے جواز کے قائل ہیں

(۱) علامہ محمد امین ابن عابدین شامی حنفیؒ (متوفی ۱۲۵۲ھ) فرماتے ہیں۔

"**وقال السبکیؒ یحسن التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم الی ربہ ولم ینکرہ احد من السلف والخلف الا ابن تیمیہؒ فابتدع مالم یقلہ عالم قبلہ** (ردالمحتار ج۵ ص۳۵۰)

کہ امام سبکیؒ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں نبی کریم ﷺ کا وسیلہ پیش کرنا مستحسن اور اچھا ہے اور سلف وخلف میں سے سوائے ابن تیمیہؒ کے کسی نے انکار نہیں کیا اور ابن تیمیہؒ نے ایسی بدعت (اعتقادی) نکالی کہ کسی عالم نے ان سے پہلے ایسا نہیں کہا۔ (متوفی ۱۲۹۵ھ)

(۲) مولانا الشیخ عبدالغنی مجددی دہلویؒ (متوفی ۱۲۹۵ھ) حضرت عثمان بن حنیفؓ کی روایت سے توسل پر استدلال کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"**والحدیث یدل علی جواز التوسل والا ستشفاع بذاتہ المکرم فی حیاتہ واما بعد مماتہ فقد روی الطبرانی فی الکبر عن عثمانؓ بن حنیف المقدم ان کان یختلف الی عثمان بن عفان فی حاجۃ لہ الحدیث.** (انجاح الحاجہ ج۱ ص۹۸)

یہ حدیث دلیل ہے کہ نبی ﷺ کی حیات میں آپؐ کی ذات مکرم کا وسیلہ پیش کرنا اور آپؐ سے شفاعت چاہنا جائز ہے اور وفات کے بعد کا جو معاملہ ہے تو اس کی دلیل وہ روایت ہے جو معجم طبرانی کبیر میں حضرت عثمانؓ بن حنیف سے ہی روایت ہے کہ ایک صاحب حاجت آدمی حضرت عثمان بن عفانؓ کے پاس بار بار آتا تھا الخ (مکمل واقعہ نقل ہو چکا ہے جس کو حضرت شیخؒ نے بعد وفات کے وسیلہ کے جواز کی دلیل بنایا ہے۔)

(۳)　علامہ شمس الدین سخاوی شافعیؒ (متوفی ۹۰۲ھ) فرماتے ہیں۔

"ومن تشفع بجاهه صلى الله عليه وسلم وتوسل بالصلوٰة عليه بلغ مراده وانجح قصده وقد افرد وا ذالك بالتصنيف ومن ذالك حديث عثمان بن حنيف الماضى وغيره الى ان قال وحسبك قصة المهاجرة التى مات ولد هاثم احيا ها الله عزوجل لها لماتو سلت بجنابه الكريم" (القول البدیع ص ۲۳۹ طبع بیروت)

"اور جو شفاعت چاہے آپؐ کے جاہ و مرتبہ سے اور وسیلہ پیش کرے آپؐ پر درود شریف پڑھ کر وہ اپنی مراد کو پہنچ گیا اور اپنے ارادے میں کامیاب ہوگیا اور علماء نے اس توسل پر مستقل کتابیں لکھی ہیں اور توسل کے دلائل میں سے حضرت عثمانؓ بن حنیف کی روایت بھی ہے اور تجھے کافی ہے اس مہاجرہ عورت کا قصہ جس کا بچہ فوت ہوگیا تو جب اس عورت نے حضورؐ کا وسیلہ پیش کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اس بچے کو زندہ کردیا"۔

(۴)　امام محمد بن محمد الجزری شافعیؒ دعا کے آداب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں

"وان يتوسل الى الله با نبيآئه خ دمس والصالحين من عباده خ"

(عدۃ الحصن الحصین ص ۵ طبع مطبع انصاری، حصن حصین قلمی ص ۲۰)

یہ بھی مستحب ہے کہ وسیلہ پیش کرے اللہ تعالیٰ کے حضور انبیاء کرام علیہم السلام کا جیسا کہ بخاری، مستدرک میں ہے اور اس کے نیک بندوں کا جیسا کہ بخاری میں ہے۔

(۵)　علامہ الشیخ منصور بن یونس بہوتی حنبلیؒ فرماتے ہیں۔

"وابيح التوسل بالصالحين رجاء الا جابة واستسقٰى عمر بالعباس ومعاوية بيزيد الاسود واستسقى به الضحاك بن قيس مرة اخرى ذكر الموفق"

(شرح منتہی الارادات بر کشاف القناع، ج۱ ص ۳۷۶ھ)

اور قبولیت کی امید رکھ کر صالحین کا وسیلہ پیش کرنا جائز ہے حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کے وسیلہ سے اور حضرت معاویہؓ اور اسی طرح ضحاکؓ بن قیس نے حضرت یزید بن اسود کا وسیلہ پیش کر کے بارش مانگی جس کو امام موفق بن قدامہ حنبلیؒ نے ذکر کیا ہے۔

۶)　الشیخ منصور بن ادریس حنبلیؒ فرماتے ہیں ۔

" قال السا مرى و صا حب التلخيص لابأ س با لتوسل فى الاستسقاء

بالشیوخ والعلماء المتقین و قال فی المذهب یجوز ان یستشفع الی الله عز وجل برجل صالح وقیل یستحب قال احمد فی منسکه الذی کتبه للمروزی انه یتوسل بالنبی صلی الله علیه وسلم فی دعائه "(کشاف القناع عن متن الاقناع، ج۲ص۳۶۸)

"سامریؒ اور صاحب تلخیص فرماتے ہیں کہ نماز استسقاء میں بزرگوں اور متقی علماء کا وسیلہ پیش کرنے میں حرج نہیں ہے اور المذھب میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور نیک آدمی کے وسیلہ سے شفاعت چاہنا جائز ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مستحب ہے اور امام احمد اُس کتاب المنسک میں جو امام مروزیؒ کے لیے لکھی تھی فرماتے ہیں کہ میں اپنی دُعاء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کرتا ہوں۔"

(۷) امام ابوعبداللہ ابن امیر الحاج مالکیؒ فرماتے ہیں۔

" بل یبدأ بالتوسل الی الله تعالی بالنبی صلی الله علیه وسلم اذ هو العمدة فی التوسل والاصل فی هذه کله والمشرع له فیتوسل به صلی الله علیه وسلم و بمن اتبعه باحسان الی یوم الدین"(مدخل ج ۱ ص ۲۵۵)

"بلکہ دُعاء میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وسیلہ پیش کیا جائے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی عمدہ اور اس میں اصل ہیں اور آپ ہی اس کو مشروع کرنے والے ہیں تو آپؐ کا اور قیامت تک آنے والے آپؐ کے متبعین کا وسیلہ پیش کیا جائے۔"

(۸) علامہ نورالدین سمہودی مدنیؒ فرماتے ہیں۔

"التوسل والتشفع به صلی الله علیه وسلم و بجاهه وبرکته من سنن المرسلین وسیر السلف الصالحین ،وقال بل یجوز کما قال السبکی التوسل بسائر الصالحین " (خلاصة الوفا ص ۵۱، ۵۲)

"آپؐ کا وسیلہ پیش کرنا اور آپؐ کو شفیع بنانا اور آپؐ کے جاہ اور برکت کے ذریعہ وسیلہ پیغمبروں کی سنتوں میں سے اور سلف صالحین کی سیرت ہے (اور فرمایا) بلکہ جس طرح امام سبکیؒ فرماتے ہیں سب نیک لوگوں کی ذات کا وسیلہ پیش کرنا بھی جائز ہے۔"

(۹) علامہ محمود آلوسیؒ (متوفی ۱۲۷۰ھ) فرماتے ہیں۔

"انالا ارای بأساً فی التوسل الی الله تعالی بجاه النبی صلی الله علیه وسلم

عند الله تعالی حیا ومیتا ویراد من الجاہ معنی یر جع الی صفة من صفاته تعالی مثل ان یر ا دبه المحبة التامة المستدعیة عدم رده و قبول شفاعته ۔''

(روح المعانی، ج۶ ص ۱۲۸)

''میں اللہ تعالیٰ کی طرف حضور ﷺ کی اس جاہ سے وسیلہ پیش کرنے میں حرج نہیں سمجھتا جو آپ کو اللہ تعالیٰ کے ہاں حاصل ہے چاہے زندگی میں کیا جائے یا وفات کے بعد، اور جاہ سے مراد ایسا معنی لیا جائے جو اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کی طرف راجع ہو مثلاً جاہ سے وہ محبت تامہ مراد لی جائے جو دُعاء رد نہ ہونے اور شفاعت قبول ہونے کا ذریعہ بنتی ہو۔''

اور فرماتے ہیں۔

''ان التوسل بجاہ غیر النبی صلی الله علیه وسلم لاباس به ایضاً ان کان المتوسل بجاہه مما علم ان جاهاً عند الله تعالی کا لمقطوع بصلاحه وولایة''

(روح المعانی، ج۶ ص ۱۲۸)

''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ اوروں کی جاہ و برکت سے توسل میں بھی حرج نہیں ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ جس کی جاہ سے توسل کیا جاتا ہے اللہ تعالیٰ کے ہاں اس کی جاہ ہے جیسے وہ شخص جس کی صلاح اور ولایت یقینی طور پر معلوم ہو۔''

(۱۰)　مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانیؒ فرماتے ہیں۔

''اس طرح دُعاء مانگنا درست ہے کہ یا اللہ بہ برکت اپنے نیک بندوں کے میری حاجت پوری فرما۔''

(فتاوٰی دار العلوم دیو بند، ج۵ ص ۴۳۱)

اور فرماتے ہیں۔

''اور اگر ان (بزرگوں) کے ذریعہ سے اپنی حاجت کے پورا ہونے کے لیے بھی دُعاء کرے تو مضائقہ نہیں حصن حصین میں مذکور ہے کہ صالحین کے وسیلہ سے دُعاء کرنا مستحب ہے کہ حق تعالیٰ ان کی برکت سے دُعاء قبول فرماوے فقط۔''　(فتاوٰی دار العلوم دیو بند، ج۵، ص۴۳۱ و ۴۴۲)

(۱۱)　حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ فرماتے ہیں۔

'' والثالث دعاء الله ببرکة هذا المخلوق المقبول و هذا قد جوزه الجمهور الخ''.　(بوادر النوادر ص ۷۶۱)

''توسل کی تیسری صورت یہ ہے کہ کسی مقبول بندے کی بہ برکت اللہ تعالی سے دُعاء مانگے اور اس کو جمہور علماء نے جائز قرار دیا ہے۔''

(۱۲) مولانا رشید احمد گنگوہیؒ فرماتے ہیں۔

''بحق فلاں کہنا درست ہے اور معنی یہ ہیں کہ جو تو نے اپنے احسان سے وعدہ فرمالیا ہے اسکے ذریعہ سے مانگتا ہوں مگر معتزلہ اور شیعہ کے نزدیک حق تعالی پر حق لازم ہے اور وہ بحق فلاں کے یہی معنی مراد لیتے ہیں سو اس واسطے معنی موہم اور مشابہ معتزلہ کے ہو گئے تھے لہٰذا فقہاء نے اس لفظ کا بولنا منع کر دیا ہے تو بہتر ہے کہ ایسا لفظ نہ کہے جو رافضیوں کے ساتھ تشابہ ہو جائے''۔ (فتاوٰی رشیدیہ، ص۹۴)

اور فرماتے ہیں،

''تیسرے یہ کہ دُعاء مانگے الٰہی بحرمتِ فلاں میرا کام پورا کردے یہ بالاتفاق جائز ہے، اور تمام شجروں میں موجود ہے''۔(ایضاً ص۶۰)

معلوم ہونا چاہیے کہ توسل اور وسیلہ میں کئی الفاظ استعمال ہوتے ہیں مثلاً ببرکتہ فلان، بجاہِ فلان، بطفیل فلاں، بوسیلہ فلاں، بحرمۃ، بواسطہ اور بحقِ فلاں ان تمام الفاظ کے ذریعہ توسل جائز ہے لیکن بعض فقہی کتب میں صرف بحقِ فلاں کو مکروہ قرار دیا گیا ہے (لیکن اس سے توسل کی کراہت ثابت نہیں ہوتی) وہ بھی صرف اس لیے مکروہ قرار دیا گیا تا کہ روافض اور معتزلہ کے عقیدہ سے تشابہ اور توافق نہ ہو کیونکہ وہ حق سے واجب حق مراد لیتے ہیں جبکہ اہلِ سنت کے ہاں اللہ تعالی پر کوئی حق واجب نہیں ہاں اللہ تعالی نے خود اپنے اوپر لازم کیا ہو تو وہ اور بات ہے لیکن خود اللہ تعالی کے لازم کرنے سے بھی اُس پر لازم نہیں ہوجاتا محض اس کا احسان ہوتا ہے بہر حال بحقِ فلاں کی کراہت کی عبارات سے توسل کی مطلق ممانعت سمجھنا بہت بڑی ناانصافی ہے۔

(۱۳) مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

''وھابیہ توسل بالانبیاء والاولیاء علیہم السلام کو بعد الوفات ممنوع اور حرام قرار دیتے ہیں یہ حضرات (علماء دیوبند) اس کو نہ صرف جائز بلکہ ارجی للاجابت اور مفید قرار دیتے ہیں۔ شجرات حضرات چشت رحمہم اللہ اور آداب زیارتِ وادعیہ مدینہ منورہ اس پر شاہد عدل ہیں جو کہ حضرت نانوتویؒ اور حضرت گنگوہیؒ اور حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب اور حضرت حاجی امداد اللہ صاحب قدس اللہ اسرارہم کے متعدد تصانیف میں شائع ہو چکے ہیں''۔(نقش حیات، ج۱ ص۱۲۳ طبع دارالاشاعت)

(۱۴) مولانا محمد منظور نعمانیؒ فرماتے ہیں۔

''اسی طرح دُعاء میں توسل بالنبی ﷺ اور توسل بالصالحین کو شیخ محمد بن عبدالوھاب اور ان کے متبعین بالکل جائز نہیں سمجھتے اور ہمارے اکابر کے نزدیک وہ ناجائز نہیں ہے کیونکہ وہ بھی فی الحقیقت توسل باعمالہم الصالحہ ہی کی ایک صورت ہے (اور توسل بالاعمال الصالحہ بالاتفاق جائز اور ثابت ہے یہی وجہ ہے کہ توسل صرف انبیاء واولیاء نیک لوگوں کا پیش کیا جاتا ہے، بُرے بھی تو انسان ہیں مگر ان کا نہیں پیش کیا جاتا تو معلوم ہوا کہ یہ بھی اصل میں ان کے اعمال صالحہ ہی کا توسل ہے ، اکبریؔ) ہاں اگر کوئی جاہل اور کمزور آدمی رسول اللہ ﷺ یا اللہ کے کسی اور مقبول وفات یافتہ بندے کے وسیلے سے دُعاء کرے اور یہ سمجھے کہ اس وسیلہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ پر معاذ اللہ کوئی بوجھ اور دباؤ پڑے گا اور وہ قبول ہی کرلیں گے یا یہ سمجھ کر وسیلہ سے دُعاء کرے کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اس وسیلہ کے بغیر دُعاء قابلِ سماعت نہ ہوگی تو بیشک یہ عقیدہ سخت گمراہانہ اور یہ فعل حرام ہوگا۔'' (شیخ محمد بن عبدالوھاب اور ھندوستان کے علماء حق، ص ۶۹،۷۰)

(۱۵) مرشد العلماء حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکیؒ اپنی ایک بہت پسندیدہ نظم میں وسیلہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں

بدی جہل وغفلت مرا کار ہے تجھے عفو بخشش سزاوار ہے

الٰہی بحق محمد رسول ﷺ دعا ہووے امداد کی اب قبول

اس نظم کے آخر میں فرماتے ہیں۔

الٰہی یہ طالب تو مطلوب ہے الٰہی محبت یہ تُو محبوب ہے

الٰہی تو کر اس کی حاجت روا قبول بحق محمدؐ شۂ دوسرا

الٰہی دُعا ہو اب اس کی قبول بحقِ صحاب اور الِ رسولؐ

(تعلیم الطالب مع شجرہ چشتیہ صابریہ، ص ۲۷،۲۸ طبع مطبع احمدی لکھنو ۱۹۱۴ء)

حضرات اکابرین کے شجرات طیبات میں بھی وسیلہ پیش کیا گیا ہے حضرت گنگوہیؒ کے اشعار ہیں۔

بہر امدادؒ و بنورؒ حضرت عبدالرحیمؒ عبد باریؒ عبدھادی عضد دین مکی ولی

ہم محمدی و محبت اللہ و شاہِ بوسعید ھم نظام الدین جلال و عبدقدوس احمدی

حضرت تھانویؒ کے شجرہ میں ہے۔

از طفیل ذات پاک و بہر ختم المرسلین بہر حق اولیاء و بندگانِ صالحین

(شجرہ چشتیہ صابریہ، ص ۸، ۹)

مولانا شاہ احمد سعید دہلویؒ نے بھی شجرہ مجددیہ میں بار بار ''الٰہی بحرمۃ فلاں'' کے الفاظ سے توسل کیا ہے۔

(اربع نہار، ص ۲۵، ۲۶ دہلی)

بہر حال فقہاءِ ائمہ حنفیہ، شوافع، مالکیہ، حنابلہ، علماء دیوبند سب بعد الوفات بھی توسل کو جائز قرار دیتے ہیں۔ سب سے پہلے امام ابن تیمیہؒ نے انکار کیا ہے اور پھر محمدؒ بن عبدالوہاب اور ان کے پیروکاروں نے انکار کیا۔

وفیات

جناب گل احمد صاحب مرحوم کے بڑے صاحبزادے جناب گلزار احمد صاحب ۱۴ رمضان المبارک کو اچانک حرکت قلب بند ہونے سے انتقال کر گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم بہت اچھی طبیعت کے انسان تھے اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے، ان کے پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے اور معصوم بچوں کی کفالت فرمائے آمین۔

جناب رحمت اللہ صاحب ۲۶ رمضان المبارک کو اچانک انتقال کر گئے اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم جامعہ کی مسجد کے پکے نمازی تھے ان کی وفات نے ان کے بوڑھے اور بیمار باپ کی کمر توڑ دی۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

گزشتہ ماہ دسمبر کے آخری عشرے میں جامعہ مدنیہ جدید کے خیر خواہ جناب آصف بٹ صاحب کے والد اور جناب بلال میر بٹ صاحب کے ماموں طویل علالت کے بعد انتقال کر گئے مرحوم اہلِ خانہ کے مشفق و مہربان تھے اہلِ خاندان ان کی وفات سے محرومی کا شکار ہو گئے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرما کر تمام پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

جملہ مرحومین کے لیے جامعہ مدنیہ جدید اور خانقاہ حامدیہ میں دعاء مغفرت اور ایصال ثواب کیا گیا اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔

قسط:۵

دینی مسائل

﴿وضو کا بیان﴾

وضو کو توڑنے والی چیزوں کا بیان:

وضو کو توڑنے والی دس چیزیں ہیں:۔

ا۔ جو چیز آگے اور پیچھے کی راہ سے عادت کے طور پر نکلے:

ادھر سے عادت کے طور پر نکلنے والی چیزیں یہ ہیں۔ پاخانہ، پیشاب، پاخانہ کے مقام سے نکلنے والی ہوا، مذی، ودی، حیض ونفاس کا خون۔

مسئلہ : شہوت کا خیال آنے سے یا شہوت سے چھونے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آجائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو مذی کہتے ہیں۔

مسئلہ : عورت میں پیشاب اور مذی کا قطرہ اندر کے سوراخ سے باہر نکل آیا لیکن ابھی اس کھال کے اندر ہے جو اوپر ہوتی ہے تب بھی وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ : اگر کسی کی کانچ یعنی پاخانہ کی آنت کا حصہ باہر نکل آئے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے کیونکہ اس کے ساتھ کچھ نجاست تو باہر آئے گی پھر خواہ وہ خود بخود اندر چلی جائے یا ہاتھ یا کپڑے سے اس کو اندر پہنچایا جائے۔

مسئلہ : اگر کسی شخص کا بواسیری مسہ اندر سے باہر نکل آیا تو وضو ٹوٹ جائے گا خواہ وہ پھر سے خود بخود اندر چلا گیا ہو یا ہاتھ یا کپڑے کے ذریعہ اندر کیا گیا ہو۔

مسئلہ : منی اگر شہوت کے بغیر خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا مثلاً کسی نے کوئی بوجھ اُٹھایا یا وہ کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمہ سے منی خارج ہوگئی۔

تنبیہ : منی جب شہوت سے نکلے یا عورت حیض ونفاس سے پاک ہو تو اس پر غسل فرض ہوتا ہے۔

۲۔ آگے پیچھے کی راہ سے جو چیز خلاف عادت نکلے:

خلاف عادت نکلنے والی چیزیں یہ ہیں۔ استحاضہ کا خون، کیڑا، کنکری، حقنہ کی نلی جو مقعد کے اندر غائب ہوگئی ہو۔ کیڑا، کنکری وغیرہ اگرچہ خود پاک ہیں لیکن ان کے نکلنے سے کچھ نجاست بھی ضرور نکلتی ہے اگرچہ وہ تھوڑی ہی ہو اور

آگے پیچھے کی راہ سے تھوڑی سی بھی نجاست نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے

مسئلہ : آگے یا پیچھے کی راہ سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری نکلے تو وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ : اگر عورت نے اپنی شرم گاہ (آگے کی راہ) کے اندر تیل ٹپکایا یا مرہم لگائی تو اس تیل کے باہر نکل آنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ : بواسیر کے علاج کے لیے کوئی تیل یا مرہم پاخانے کے مقام کے اندر لگائی جب وہ باہر نکل آئے تو وضوٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ : عورتوں میں بیماری کی وجہ سے جو لیس دار پانی (لیکوریا) آگے کی طرف سے آتا ہے تو وہ پانی نجس ہے اوراس کے نکلنے سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ : جو ہوا مرد اور عورت کے پیشاب کے مقام سے نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ : عورت کے اندرونی معائنہ کے لیے اگر لیڈی ڈاکٹر نے شرم گاہ میں انگلی داخل کی تو عورت کا وضوٹوٹ جائے گا۔

ولادت سے پیشتر جو پانی چھوٹتا ہے وہ نفاس نہیں بلکہ نجس رطوبت ہے جس سے وضوٹوٹ جاتا ہے لیکن اس کے نکلنے سے نماز معاف نہیں ہوگی۔

۳۔آگے پیچھے کی راہ کے علاوہ کسی جگہ سے نجاست کا نکلنا:

(الف) خون پیپ اور کچ لہو کا نکلنا

قاعدہ : ان نجاستوں سے وضوٹوٹنے کے لیے یہ شرط ہے کہ وہ نکل کر جسم کے اس حصہ تک بہہ جائیں جس کو وضو یا غسل میں پاک کرنے کا حکم ہے۔ پس جب تک خون وغیرہ زخم کے احاطہ کے اندر اندر ہے زخم کے احاطہ سے باہر نہیں نکلا اس وقت تک وہ بہنے کے حکم میں نہیں ہے۔

مسئلہ : کسی کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ پھوٹ گیا یا خود اس نے پھوڑ دیا اور اس کا خون یا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا ہے لیکن باہر نہیں نکلا تو وضو نہیں ٹوٹا کیونکہ وضو یا غسل میں آنکھ کے اندر کے حصہ کو دھونے کا حکم نہیں ہے اور اگر آنکھ کے باہر نکل پڑا تو وضوٹوٹ گیا۔

مسئلہ : اگر کان کے اندر دانہ ہو اور پھوٹ جائے تو جب تک خون پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے جہاں غسل کرتے وقت پانی پہنچانا فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں جاتا اور جب ایسی جگہ پر بہہ کر آجائے جہاں پانی

پہنچانا فرض ہے تو وضوٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ : اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں تو وضونہیں ٹوٹا اور جو ذرا بھی اپنی جگہ سے بہہ پڑا تو وضوٹوٹ گیا۔

مسئلہ : کسی نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھائی دینے لگے لیکن وہ خون یا پیپ اپنی جگہ ٹھہرا رہا کسی طرف نکل کر بہا نہیں تو وضونہیں ٹوٹا اور جو بہہ پڑا تو وضوٹوٹ گیا۔

مسئلہ : کسی کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون پیپ اس گھاؤ کے سوراخ کے اندر رہی اندر رہے باہر نکل کر بدن پر نہ آئے اس وقت تک وضونہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ : سر کی چوٹ میں اگر خون اتر کر ناک کی نرم جگہ تک آجائے تو وضوٹوٹ جائے گا۔ اسی طرح اگر کان سے نکل کر کان کے اس حصہ میں آجائے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے تب بھی وضوٹوٹ جائے گا۔

مسئلہ : اگر خون کا بالفعل بہنا نہ پایا جائے اور بالقوہ (Potentially) بہنا پایا جائے مثلاً نکلتے ہوئے خون کو پونچھتا رہا اور بہنے نہ دیا اور وہ اتنا تھا کہ اگر وہ نہ پونچھتا تو زخم کے آس پاس کی جگہ میں بہہ جاتا تو اس سے وضوٹوٹ جاتا ہے۔ لہٰذا اگر اتنی مقدار بنتی ہو کہ جو بہہ جاتی ہے تو وضوٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں اور یہ بات غور وفکر اور گمان غالب سے معلوم کی جائے گی کہ وہ بہنے والی مقدار تھی یا نہیں۔

مسئلہ : کسی کے زخم سے ذرا ذرا خون نکلا اس نے کپڑے سے صاف کر لیا پھر ذرا سا نکلا پھر اس نے صاف کر ڈالا۔ اسی طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچ کر اگر ایسا معلوم ہو کہ صاف نہ کیا جاتا تو بہہ پڑتا تو وضوٹوٹ جائے گا اور اگر ایسا معلوم ہو کہ صاف نہ کیا جاتا تو تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ : اگر مچھر یا کھٹمل نے خون پی لیا تو اس سے وضونہیں ٹوٹتا کیونکہ ان کا پیا ہوا خون اتنا نہیں ہوتا کہ جو خود بہہ سکے۔

مسئلہ : کسی نے جونک لگائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ سے کاٹ دو تو خون بہہ پڑے تو وضو جاتا رہا اور جو اتنا نہ پیا ہو بلکہ کم پیا ہو تو وضونہیں ٹوٹا۔

مسئلہ : خون کے کسی تجزیہ (test) کے لیے سوئی کے ذریعہ سرنج (پچکاری) میں خون لیا یا وریدی ٹیکہ لگانے کے لیے پہلے پچکاری میں خون کھینچا یا خون کا عطیہ دیا تو ان صورتوں میں وضوٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ : اگر کسی نے ناک سنکی اور اس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو وضونہیں گیا کیونکہ یہ منجمد خون ہے جبکہ نجس وہ خون ہے جو پتلا ہو اور نکل کر بہہ پڑے۔ سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی

میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر کسی کے تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے جس کی علامت یہ ہے کہ تھوک کا رنگ سفیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں ٹوٹا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے جس کی علامت یہ ہے کہ تھوک کا رنگ سرخ یا سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔

خون کا زیادہ ہونا اس کے بہنے والا ہونے پر دلالت کرتا ہے اور برابر ہونے کی صورت میں بھی غلبہ ظن اسی کو ہوتا ہے کہ وہ خود بخود بہنے والا ہے۔

مسئلہ: اگر دانت سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی تو جب تک خون نہ بہے وضو نہیں ٹوٹے گا اور اس کے بہنے کی شناخت کا طریقہ یہ ہے کہ تھوک میں خون کا رنگ دیکھیں اگر تھوک میں خون کا رنگ بالکل معلوم نہ ہو تو وہ بہنے والا نہیں اور وضو نہیں ٹوٹا۔ اسی طرح یہ بھی طریقہ ہے کہ منہ اور دانتوں میں جس جگہ سے خون نکلا ہے اس جگہ پر انگلی یا کپڑا رکھے۔ اگر دوبارہ انگلی یا کپڑے پر خون ظاہر ہو تو گمان غالب یہ ہوگا کہ وہ خون بہنے والا ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ: کھانسی کے ساتھ اگر پتلا اور بہتا ہوا خون آئے تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر جما ہوا آئے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر پھوڑے پھنسی کا خون آپ سے نہیں نکلا بلکہ اسے دبا کے نکالا تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا جبکہ وہ خون بہہ جائے۔

مسئلہ: اگر کسی کے کوئی زخم ہو اور اس میں سے کوئی کیڑا نکلے یا کان سے کیڑا نکلے یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کر گر پڑے اور خون نہ نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر زخم پر پٹی باندھی اور تری پٹی کے باہر کی طرف پھوٹ آئی یا پٹی اندر کی طرف تر ہوگئی اگرچہ تری باہر کی طرف نہیں پھوٹی تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اس لیے کہ اس سے خون اور رطوبت وغیرہ کا بہنا ظاہر ہوگیا۔ اس کو یوں سمجھیں کہ وہ زخم ایسا ہے کہ اگر اس پر پٹی نہ ہوتی تو وہ بہتا۔

اسی طرح اگر پٹی دو پرت کی تھی اور تری ایک پرت تک پھوٹ آئی تب بھی رطوبت کے بہنے والی ہونے کی وجہ سے وضو ٹوٹ جائیگا۔ اگر پٹی کھول کر دیکھنا نقصان دہ ہو تو زخم کا اندازہ کر کے عمل کیا جائے۔

مسئلہ: جسم پر دانے نکل آئے ہوں اور وہ پھوٹ گئے ہوں تو اگر ان سے پیپ و پانی از خود نہیں بہا بلکہ ہاتھ یا

کپڑا لگنے سے پھیل گیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

(ب)۔کسی بیماری سے پانی کا نکلنا

مسئلہ: آنکھوں سے جو صاف پانی بہے خواہ تیز روشنی سے یا دھوپ کی تپش سے یا پیاز کاٹنے سے یا کھانسی روکنے یا کسی کا ہاتھ لگنے سے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔اسی طرح سرمہ یا دوا کی تیزی یا سلائی کی چوٹ سے جو پانی نکلے وہ ناقص وضو نہیں۔

مسئلہ: آنکھ میں کوئی چیز (Foreign Body) پڑ جائے، پھر خواہ خود نکل جائے یا آنکھ میں پیوست ہو جائے اس سے جو صاف پانی نکلے اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔اسی طرح پروال (Trichiasis) کی رگڑ سے جو پانی بہے اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ: اگر آنکھیں دکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں اور اس سے صاف پانی نکلے اور اس کا پیپ ہونا ظاہر نہ ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔البتہ جب آنکھوں سے چکنا پانی یا پیپ نکلے تو وضو ٹوٹ جائیگا۔

مسئلہ: زکام کی وجہ سے آنکھوں سے پانی بہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا ۔

مسئلہ: آنکھ اور ناک کے درمیان نلی (Nasolachrymal Duct) کے بند ہونے (Blockage) سے جو پانی بہے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔البتہ اگر انفکشن (Dacryocystitis) کی وجہ سے چکنے پانی یا پیپ کی آمیزش ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ: کسی کے آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کی رطوبت بہہ کر آنکھ میں تو بہہ گئی لیکن آنکھ کے باہر نہیں نکلی تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر رطوبت آنکھ کے باہر نکل آئی تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ: اگر عورت کی چھاتی سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے، اس سے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہیں ٹوٹے گا۔

کسی کے کان سے بیماری کی وجہ سے پانی نکلتا ہے تو یہ پانی نجس ہے۔جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آجائے جس کا دھونا غسل میں فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

اگر ناف سے پانی نکلے جو کسی بیماری سے ہی نکلے گا تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

(جاری ہے)

چھوٹے دجال کا عبرت ناک انجام

چہرے پر چھالے، نعش سے بدبو آ رہی تھی

پیروکاروں نے سجدہ کیا، مالک الملک کا خطاب دیا (نعوذ باللہ)

لاہور (نیوز ڈیسک) انجمن سرفروشان اسلام اور عالمی روحانی تنظیم کے سربراہ ریاض احمد گوہر شاہی کی تابوت میں بند نعش دیکھنے والوں اور تصاویر بنانے والے فوٹو گرافرز نے بتایا ہے کہ یہ بڑا ہولناک اور عبرتناک منظر تھا۔ نعش کے چہرے پر بڑے بڑے چھالے بہہ رہے تھے جن سے بدبو آ رہی تھی۔ چھڑکی جانیوالی خوشبوئیں بھی اسے کم نہ کر سکیں۔ کراچی کے جریدہ ''تکبیر'' کی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ جب گوہر شاہی کی نعش آئی تو اس کے پیروکار سجدے میں گر گئے اور ایمبولنس کی گزرگاہ کی مٹی چومنے لگے۔ مریدوں نے قطار باندھ کر میت کا آخری دیدار کیا۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ گوہر شاہی ایک ڈیڑھ عشرہ قبل معمولی نوعیت کا مزدور تھا جس نے پھر روحانیت کا لبادہ اوڑھ لیا اور پھر اربوں کی املاک بنالیں۔ اس پر اس وقت توہینِ قرآن اور شعائر اسلام کے مقدمات چل رہے تھے۔ میر پور خاص کی خصوصی عدالت نے اسے توہینِ رسالت اور دیگر الزامات ثابت ہونے پر تین بار عمر قید اور جرمانہ کی سزا بھی سنائی تھی مگر وہ اس سے قبل ہی خفیہ طور پر لندن فرار ہو گیا۔ اس کے خلاف آمنہ قتل کیس، عبدالمجید خاص خیلی قتل اور دیگر مقدمات کی تحقیقات کرنے والے افسر نے بتایا کہ اس نے ملک سے باہر آپریشن کرا کے اپنی کمر کے اوپر کے حصے پر نسوں کا ابھار اس طرح بنوایا تھا جس سے لگتا تھا کہ (نعوذ باللہ) یہ کلمہ طیبہ ہے اور جیسے مہر نگائی ہو۔ وہ امام مہدی یا نبوت کا دعوٰی کرنے والا تھا مگر یہ حسرت لیے ہی دنیا سے چل بسا۔ اس افسر کے مطابق اس کے بھانجے شبیر نے جو کمپیوٹر انجینئر ہے، اس کی نام نہاد روحانیت کو نیا رخ دیا۔ حجر اسود، سورج اور چاند پر گوہر شاہی کی تصاویر کے دعوے اسی کمپیوٹر مہارت کا نتیجہ تھے۔ رپورٹ کے مطابق ان کے خادم خاص انور احمد نے گوہر شاہی کی عدم موجودگی کو غیبت کبرٰی قرار دیا۔ گوہر شاہی کی موت کو حضرت عیسٰیؑ کے آسمانوں پر اُٹھائے جانے کی کفریہ جسارت کی گئی۔ اسے (نعوذ باللہ) مالک الملک کا لقب دے کر اللہ کا شریک ٹھہرایا گیا اور موت کے بعد یہ عبرتناک منظر دیکھنے میں آیا ہے۔ اطلاعات کے مطابق اس کے والد فضل حسین کو اس کا جانشین مقرر کیا گیا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲۷ دسمبر ۲۰۰۱)

ایک سے بڑھ کر ایک

فوج کو ۵۲ کروڑ کا چارہ دال مسور بنا کر کھلا دیا گیا

فوج کی لیبارٹری نے دال درست قرار دیدی تو نامعلوم ٹھیکیدار نے خط میں انکشاف کردیا

اسلام آباد (آن لائن) ایڈہاک پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے سابق وزیر اعظم نواز شریف کے دور میں فوج کو ناقص مسور کی دال فراہم کرنے کے سکینڈل کی تحقیقات کا حکم دے دیا ہے۔ کمیٹی کے اجلاس میں گزشتہ روز وزارت دفاع کے سینئر افسران نے انکشاف کیا کہ اس دال کا ٹیسٹ کرنے کے لیے ملک میں کوئی لیبارٹری نہیں اور جب آسٹریلیا سے ٹیسٹ کروایا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ دال جانوروں کے چارے کے لیے بنائی گئی تھی۔ کمیٹی کو بتایا گیا کہ ۱۹۹۸ء اور ۱۹۹۹ء میں پاک فوج کو ملتان کینٹ میں دال مسور سے ملتی جلتی جانوروں کی خوراک ویشیا سٹاٹوا (vicia staiva) فراہم کی گئی جس کی مقدار ۳۵، ۲۱۷ ٹن تھی جبکہ مالیت ۵۱ کروڑ ۱۷ لاکھ ۵۳ ہزار روپے تھی۔ اسی طرح ۲۰ ٹن ناقص دال مسور میسرز شاہین ایمپکس نے مئی ۱۹۹۹ء میں بی ایس ڈی لاہور کو فراہم کی، جن ٹھیکیداروں نے یہ دال فراہم کی ان کے خلاف کوئی کارروائی کی گئی اور نہ ہی ان سے رقم واپس کی گئی۔ کمیٹی نے دریافت کیا کہ اس دال مسور کو چیک کیوں نہیں کیا گیا تو ایڈیشنل سیکرٹری دفاع نے اجلاس کو بتایا کہ اس دال کا لیبارٹری ٹیسٹ جب پاک فوج کی لاہور میں واقع ایک لیبارٹری سے کرایا گیا تو انہوں نے اسے فٹ قرار دے دیا تاہم بعد میں ایک نامعلوم ٹھیکیدار نے خط لکھا کہ دال جانوروں کے استعمال کے لیے ہے تو ملک میں لیبارٹری نہ ہونے پر یہ دال آسٹریلیا بھجوائی گئی تو معلوم ہوا کہ یہ دال جانوروں کا چارہ ہے۔ کمیٹی نے اس کا انتہائی سخت نوٹس لیا اور کہا کہ یہ ایسا معاملہ جس کی حکومت قومی سطح پر تحقیقات کرے کیونکہ پوری قوم اور پاک فوج کے جوانوں کی صحت کے ساتھ کھیلنے کا یہ مجرمانہ کھیل تھا۔ ضروری محسوس ہوا تو کیس احتساب بیورو کو بھی بھیجا جائے گا۔ کمیٹی کو بتایا گیا کہ آسٹریلیا سے جو گوشت درآمد کیا گیا وہ بھی غیر معیاری اور ناقص تھا تاہم اس طرح کی اجناس کی پاکستان میں ٹیسٹ کی سہولت موجود نہیں کمیٹی نے ہدایت کی کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ مسلح افواج کے پاس ایسے آلات اور لیبارٹریاں موجود ہوں کہ وہ پاک فوج کو فراہم کی جانے والی خوراک کا ٹیسٹ کر سکیں۔ کمیٹی کو بتایا گیا کہ سی ایم ایچ راولپنڈی میں ادویات کی چوری میں ملوث چار افسران کا کورٹ مارشل کرکے جرمانے کے ساتھ ملازمتوں سے بھی برطرف کر دیا گیا ہے۔ کمیٹی نے وزارت دفاع کو ہدایت کی کہ وہ ۳۱ جنوری ۲۰۰۲ء تک وزارت دفاع کے بدعنوان افسران کے خلاف تحقیقات مکمل کرکے تمام آڈٹ اعتراضات کا جواب دے۔ نادہندہ ٹھیکیداروں اور افراد سے وصولیاں کرے اور آڈٹ حکام کو مطمئن کرے۔

(روزنامہ نوائے وقت ۲۹ دسمبر ۲۰۰۱)

قسط:۶

تحریکِ احمدیت

برطانوی یہودی گٹھ جوڑ

زیرِنظر مضمون جناب بشیر احمد صاحب کی انگریزی کتاب **Ahmadia Movement British-Jewish Connection** ----- کا اُردو ترجمہ (تحریکِ احمدیت برطانوی ہیودی گٹھ جوڑ) جو جناب احمد علی ظفر صاحب نے کیا ہے۔ کتاب کا مواد انڈیا آفس لائبریری لندن سے حاصل کیا گیا ہے جو پنجاب انٹیلی جنس کی رپورٹ پر مشتمل ہے۔ ادارہ اس کی محض تاریخی افادیت کے پیشِ نظر اسے قسط وار قارئین کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ رپورٹ کے مندرجات اور مصنف کے ذاتی رجحانات سے ادارہ کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ (ادارہ)

طاقت کا مظاہرہ: (۱۹۳۵ء)

انہی وقتوں میں مرزا بشیر الدین محمود کو سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کے خلاف مقدمہ زیر دفعہ ۱۵۳۔الف تعزیرات ہند میں شہادت کے لیے بلایا گیا۔ اس کی حفاظت کے لیے ضروری اقدامات کیے گئے تھے مگر دونوں دن جب وہ بطور گواہ پیش ہوا خصوصی ٹرینوں کے ذریعے وہ تقریباً دو ہزار احمدیوں کو مظاہرے کی غرض سے ساتھ لے کر آیا۔

۲۵ راپریل کو سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو چھ ماہ قید با مشقت کی سزا دی گئی۔ اس کے بعد جلد ہی احمدیوں کے لیے قادیان میں دوسرے گروہوں کی ہمدردیاں ملنا ختم ہوگئیں۔ کیونکہ اکثر منعقد ہونے والے اجتماعات کی مشترکہ زمین جسے ''ریتی چھیلہ'' کہتے تھے اس پر احمدیوں نے قبضہ کرلیا۔ ہندوؤں اور سکھوں کے ایک ہونے والے اجتماع پر قریبی احمدی گھروں سے اینٹیں برسائی گئیں۔ احمدیوں کے سکھوں اور احراریوں کے اوپر حملوں کی کئی درخواستیں دائر کی گئیں۔

۲۶ رمئی کو احمدیہ فرقہ کے بانی کی برسی کے موقعہ پر ایک اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود نے ایک نامعقول تقریر کی جس میں اس چیز پر زور دیا کہ ان کے دشمن بھی ان کو قادیان میں ''آقا'' تسلیم کرتے ہیں اور دعوٰی کیا کہ

احرار کو کچلے بغیر احمدی چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ ۳۱ مئی ۱۹۳۵ء کو میانوالی کے ایک جنونی احمدی روزی خاں کو پولیس نے گرفتار کرلیا جس نے دعوی کیا کہ اُسے اللہ تعالی نے قادیان کے احراری رہنما عنایت اللہ کو "سزا" دینے کا حکم دیا ہے۔ تاہم بعد میں روزی خاں کو پاگل قرار دے دیا گیا۔

کھوسلہ کا فیصلہ: (۱۹۳۵ء)

۶ جون سیشن جج گرداسپور نے سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی اپیل پر فیصلہ دیا اور یہ قرار دیا کہ سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کا جرم ایک تکنیکی سا ہے اور سزا گھٹا کر تا وقت برخاست عدالت کر دی اس فیصلہ میں کئی قسم کی آراء بھی دی گئیں جن میں احمدیوں پر تنقید کی گئی تھی۔ احمدیوں نے جج کے خلاف احتجاج کا طوفان کھڑا کر دیا۔ اور عدالت عالیہ کو درخواست دی کہ ان کے خلاف دی گئی آراء کو محو کر دیا جائے۔ (ان میں سے زیادہ تر آراء حذف کر دی گئیں) قادیان میں ایک متنازعہ قطعہ اراضی پر دو فریقین کے نماز ادا کرنے کے اصرار پر قادیان میں کشیدگی مزید بڑھ گئی۔

کانگریس کی امداد کی پیشکش: (۱۹۳۵ء)

۸ جولائی کی شام احمدی گروہ کے سربراہ کے چھوٹے بھائی میاں شریف احمد پر ایک شخص نے لاٹھی سے حملہ کر دیا حملہ آور حنیف عرف حنیفا کو گرفتار کر لیا گیا اور نتیجۃً اسے ۹ ماہ کی قید با مشقت کی سزا سُنائی گئی۔ اکتوبر میں یہ اطلاع ملی کہ ڈاکٹر گوپی چند بھرگوا۔ کدارناتھ سہگل اور دوسرے کانگریسی رہنما احمدیوں کو جو کہ حکومت کے خلاف سخت مشکلات کے باوجود جدوجہد کر رہے تھے، بطور ارا کین کانگریس شامل کرنے کے لیے بے چین ہیں تا کہ حکومت مخالف پروپیگنڈا کو شدید کیا جا سکے۔ تاہم احمدیوں نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ کانگریس سے آزاد رہ کر اپنے احتجاج کو جاری رکھیں گے۔

مباہلے کی للکار اور پسپائی: (۱۹۳۵ء)

ایک بے قابو لمحے میں مرزا بشیر الدین محمود نے احرار کو للکارا کہ وہ مذہبی مباہلہ کرلیں جس میں وہ بذاتِ خود شریک ہوگا۔ احراری رہنما مولانا مظہر علی اظہر نے اس للکار کو قبول کیا بعد ازاں احمدیوں نے اس ناگوار صورتِ حال سے پیچھا چھڑانے کی کوشش اس طرح کی کہ جن حالات میں مباہلہ کی للکار دی گئی ان میں مباہلہ کی شرائط کو احراری رہنماؤں نے پوری طرح طے نہیں کیا۔ قادیانیوں کی جانب سے سرکشانہ تقاریر کا سلسلہ جاری رہا۔ یہ واضح کرنے کے لیے کہ پچھلے سال احرار کانفرنس کے موقع پر احمدیوں کی جانب سے اختیار کیا گیا نرم رویہ اب نہیں دہرایا جائے گا۔ ان حالات میں نومبر کے مہینے میں ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ گرداسپور نے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۴۴ کا نفاذ ضروری سمجھا جس میں مجلس احرار کی قادیان شاخ کے ناظم اعلی کو ہدایت کی گئی کہ وہ قادیان میں کسی بھی اجلاس، مناظرے یا مباحثے کے انعقاد یا اس میں شرکت سے

گریز کریں۔ پنجاب فوجداری قانون (ترمیمی) ایکٹ ۱۹۳۲ء کی دفعہ ۳ کے تحت کئی احراری رہنماؤں کو ہدایت کی گئی کہ وہ ضلع گرداسپور کی حدود میں نہ تو داخل ہوں نہ رہائش رکھیں اور نہ ہی رہیں۔ اور قادیان کے قصبے کے اردگرد ۸ میل کے علاقہ میں کسی بھی جگہ مجلس احرار کے پیروکاروں کے اجتماع کا اہتمام کریں۔ چند احراری رہنماؤں جن میں سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، علی پور کے بشیر احمد، محمد قاسم شاہجہانپوری، مرزا غلام نبی جانباز اور قاضی امان احمد نے احکامات خلاف ورزی کی اور انہیں دسمبر میں ۴ ماہ قید کی سزا دی گئی۔

احرار کا دھاوا: (۳۶۔۱۹۳۵ء)

احرار احمدی کشیدگی اپنے نکتہ عروج کو ۱۹۳۵ء میں پہنچ گئی۔ صورتحال ۱۹۳۶ء میں کم کشیدہ ہوگئی لیکن حقیقی طور پر آتش مزاجی نہ تو مدھم ہوئی نہ ہی باہمی اتہامات کم ہوئے۔ جنوری میں احمدیوں نے قادیان میں ''ریتی چھیلہ'' کے داخلوں پر پہریدار بٹھا دیئے اور بدامنی سے بچنے کے لیے ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۰۷، ۱۵۱ کے تحت کارروائی ناگزیر ہوگئی۔ ''مذہبی ڈاکو'' کے عنوان سے احرار کی ایک اشاعت نے احمدیہ گروہ میں قابلِ ذکر غم وغصہ پیدا کر دیا اور اس رسالے کو حکومت نے ضبط کر لیا۔ مارچ میں احمدیوں کے خلاف پروپیگنڈہ شدت اختیار کر گیا۔ اور قرار دادیں منظور کی گئیں کہ احمدیوں کو مسلمانوں کے قبرستانوں میں تدفین کی اجازت نہ دی جائے۔ مئی میں قادیان میں ماحول کم کھنچا ہوا تھا مگر اسی مہینے پٹھان کوٹ میں احرار کی تبلیغی کانفرنس میں پیر فیض الحسن شاہ نے اعلان کیا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد نبوت یا خلافت کا کوئی بھی دعویدار واجب القتل ہے۔

نہرو کا استقبال: (۱۹۳۶ء)

اس کے چند بعد شیخ بشیر احمد نے نیشنل لیگ کے اجلاس میں اعلان کیا کہ احمدیوں کے لیے لازم ہے کہ وہ ملکی سیاسی زندگی میں بھرپور حصہ لیں۔ اسی مقصد کے پیشِ نظر اس نے کہا کہ اگر کوئی مناسب پروگرام ترتیب دے لیا جائے تو احمدیہ جماعت نہرو کے ساتھ تعاون کے لیے تیار ہو سکتی ہے۔ نیشنل لیگ کی جاری کردہ ہدایات کے تحت چند احمدی رضا کاروں نے پنڈت جواہر لعل نہرو کو مئی جون ۱۹۳۶ء میں لاہور میں اس کے دورے کے موقع پر استقبالیے میں شرکت کی۔

نہ تدفین، نہ مساجد میں داخلہ:

۱۹۳۷ء کے اوائل میں بٹالہ ضلع گورداسپور میں مسلمانوں کے قبرستان میں ایک احمدی کی تدفین پر مصیبت پیدا ہوگئی اور امن قائم رکھنے کی خاطر مقامی پولیس کو مداخلت کرنا پڑی۔ مقامی احراری رہنما حاجی عبدالغنی کی ہدایت کے تحت قبرستانوں میں احمدیوں کی تدفین کو ممنوع قرار دینے کے بورڈ آویزاں کر دیے گئے۔ جبکہ احمدیوں نے قبروں کے کتبوں پر

باقی صفحہ ۶۳

حاصلِ مطالعہ

﴿حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، فاضل ومدرس جامعہ مدنیہ﴾

''عموریہ'' کی فتح:

''عموریہ'' روم کا سب سے مضبوط اور ناقابلِ تسخیر شہر تھا، مشہور عباسی خلیفہ معتصم باللہ نے اِسے فتح کیا تھا، اِسے فتح کرنے کا کیا سبب بنا؟ یہ تاریخ کا ایک عجیب عبرت انگیز واقعہ ہے، قارئین کے ملاحظہ کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

''عباسی خلیفہ معتصم باللہ سامرا میں اپنی مسند خلافت پر جلوہ افروز ہے، اردگرد مصاحبین بیٹھے ہوئے ہیں، خلیفہ اپنے ندماو مصاحبین سے محوگفتگو ہے، اچانک ایک آدمی دربار میں آیا، سب کی نگاہیں اس کی طرف متوجہ ہوگئیں، اس نے بتایا کہ میں روم سے آیا ہوں، خلیفہ نے وہاں کے حالات معلوم کیے، اس نے کہا کہ حالات وہاں کے سب ٹھیک ہیں، البتہ وہاں ایک چھوٹا سا واقعہ یہ پیش آیا کہ میں ایک دن روم کے شہر عموریہ کے بازار میں تھا، میں نے دیکھا کہ ایک عرب خاتون ایک رومی سے کسی سامان کے متعلق سودا کررہی ہے، یکایک دونوں میں کچھ تلخی پیدا ہوئی، اس رومی نے اس خاتون کے اتنی زور سے طمانچہ مارا کہ اس کے کئی دانت ٹوٹ کر زمین پر گر پڑے، اس عورت کی زبان سے بے ساختہ نکلا: وامعتصماہ! (ہائے معتصم میری مدد کرو)، اس پر اس آدمی نے کہا: بلا اپنے خلیفہ کو دیکھیں وہ تیری مدد کرتا ہے، صرف یہ معمولی سا واقعہ پیش آیا، اور کوئی قابلِ ذکر بات نہیں۔

یہ واقعہ سنتے ہی خلیفہ غصے سے آگ بگولا ہوگیا، اس کی آنکھوں میں خون اتر آیا، اپنی مسند پر کھڑے ہوکر بلند آواز سے کہا: **لبیک أیتھا المرأۃ المسلمۃ!** (اے مسلم خاتون میں تیری مدد کے لیے حاضر ہوں)، اسی وقت خلیفہ لشکر لے کر روانہ ہوگیا اور روم پہنچ کر شہر

عموریہ پر حملہ کردیا، خلیفہ نے اس ناقابلِ تسخیر شہر کو فتح کر کے اس ظالم کو گرفتار کرلیا اور اس مسلم خاتون کو انصاف دلایا۔'' [۱]

اَلْعَارِیَۃُ مُؤَدَّاۃٌ:

مذکورہ عنوان ایک حدیث شریف کا ٹکڑا ہے۔ پوری حدیث اِس طرح ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حَجَّۃُ الْوَدَاع کے خطبہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سُنا، ''اَلْعَارِیَۃُ مُؤَدَّاۃٌ وَالزَّعِیْمُ غَارِمٌ وَ الدَّیْنُ مَقْضِیٌّ [۲] مستعار لی ہوئی چیز واپس کی جائے، ضامن ضمانت پوری کرنے میں مجبور ہے، اور قرض کو ادا کیا جائے۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ کسی سے عاریۃً لی ہوئی چیز کا واپس کرنا ضروری ہے افسوس کہ لوگ اس سے غافل ہوگئے ہیں کسی سے لی ہوئی چیز واپس کرنے کا ذرا اہتمام نہیں کرتے، اس کے برعکس ہمارے اسلاف کا کیا حال تھا اور وہ اس کا کس قدر اہتمام کرتے تھے، ذیل کے واقعہ سے اس کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

''حسن بن عرفہ کہتے ہیں حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ نے فرمایا:

ایک دفعہ ایسا ہوا کہ ملکِ شام میں میں نے ایک صاحب سے قلم عاریۃً لیا، دینا یاد نہ رہا اور میں مَرْو (ایران چلا آیا۔ یہاں پہنچ کر دیکھا تو قلم میرے پاس تھا، ابوعلی (حسن بن عرفہ) میں واپس ملک شام گیا اور جا کر اُن صاحب کا قلم واپس کیا۔'' [۳]

اتباعِ سنت کی اہمیت:

''حضرت محبوب سبحانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک بزرگ چشتیہ حاضر ہو کر عرض کرنے لگے کہ مجھ کو کئی سال نسبت حق میں قبض تھا، آپ کے حضرت خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور قبض کی شکایت کی تو حضرت خواجہ کی توجہ و دعاء سے میری حالت قبض بسط سے بدل گئی۔ آپ بھی کچھ توجہ فرمائیں کیونکہ حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے تمام خلفاء اور مریدین کو آپ کے حوالے کردیا ہے ستو حضرت مجدد الف ثانی رحمہ اللہ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ میرے پاس تو اتباع سنت کے سوا کچھ بھی نہیں۔ یہ سنتے ہی ان بزرگ پر حال

---

[۱] ندائے شاہی ج ۱۳ ش ۱۱ ص ۸ [۲] ترمذی جلد ۱ ص ۲۳۹ [۳] تاریخ بغداد ج ۱۰ ص ۱۶۷

طاری ہوا اور کثرت نسبت اور قوت باطنی کے اثرات سے سرہند شریف کی زمین جنبش کرنے لگی حضرت امام ربانی نے ایک خادم سے فرمایا کہ طاق میں سے مسواک اٹھالاؤ۔ آپ نے مسواک کو زمین پر ٹیک دیا، اسی وقت زمین ساکن ہوگئی اور ان بزرگ کی کیفیت جذبی بھی جاتی رہی، اس کے بعد آپ نے ان بزرگ سے فرمایا کہ تمہاری کرامت سے زمین سرہند جنبش میں آگئی اور اگر فقیر دعا کرے تو انشاء اللہ سرہند شریف کے مردے زندہ ہوجائیں، لیکن میں تمہاری اس کرامت (جنبش زمین) سے اور اپنی اس کرامت سے کہ دعا سے سرہند شریف کے تمام مردے زندہ ہو جائیں۔ اثناء وضوء میں بطریق سنت مسواک کرنا بدرجہا افضل جانتا ہوں۔" [1]

حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوۃِ:

مذکورہ بالا عنوان ایک حدیث شریف کا حصہ ہے جو درج ذیل ہے۔
حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

"حَصِّنُوْا اَمْوَالَکُمْ بِالزَّکٰوۃِ وَدَاوُوْا مَرْضَاکُمْ بِالصَّدَقَۃِ وَاَعِدُّوْا لِلْبَلَاءِ الدُّعَاءَ" [2]

اپنے مالوں کی قلعہ بندی (اور حفاظت) کرو زکواۃ کے ذریعہ اور اپنے مریضوں کا علاج کرو صدقہ وخیرات کے ذریعہ اور بلاؤں کے دفعیہ کے لیے دعاء کا ہتھیار تیار کرو۔

اس حدیث شریف سے معلوم ہو رہا ہے کہ زکوۃ ادا کرنے سے مال کی حفاظت ہوتی ہے، یہ امرِ واقعہ ہے، دسیوں واقعات ایسے سننے میں آتے ہیں کہ فلاں کے ہاں چوری ہوگئی لیکن فلاں کا مال بچ گیا تحقیق کی تو پتہ چلا کہ وہ پابندی سے زکوۃ ادا کرتا تھا۔

زکوۃ کی ادائیگی سے مال ومتاع کی حفاظت کا ایک حیرت انگیز واقعہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب قدس سرہٗ نے اپنی آپ بیتی میں ذکر کیا ہے۔

حضرت فرماتے ہیں:

"میں نے اپنے بچپن میں اپنے والد صاحب سے اور دوسرے لوگوں سے بھی یہ قصہ سُنا کہ ضلع سہارنپور میں "بہٹ" سے آگے انگریزوں کی کچھ کوٹھیاں تھیں، اس کے قرب وجوار میں

---

[1] دیباچہ درلاثانی شاہ محمد ہدایت علی جے پوری ج ۳ ص ۶،۷　　[2] مجمع الزوائد ج ۳ ص ۶۳

بہت سی کوٹھیاں کاروباری تھیں جن میں ان انگریزوں کے کاروبار ہوتے تھے اور ان کے مسلمان ملازم کام کیا کرتے تھے اور وہ انگریز دہلی، کلکتہ وغیرہ بڑے شہروں میں رہتے تھے، کبھی کبھی معائنہ کے طور پر آکر اپنے کاروبار کو دیکھ جاتے تھے، ایک دفعہ اس جنگل میں آگ لگی اور قریب قریب ساری کوٹھیاں جل گئیں، ایک کوٹھی کا ملازم اپنے انگریز آقا کے پاس دہلی بھاگا ہوا گیا اور جا کر واقعہ سُنایا کہ ''حضور! سب کی کوٹھیاں جل گئیں، آپ کی بھی جل گئی'' وہ انگریز کچھ لکھ رہا تھا، نہایت اطمینان سے لکھتا رہا، اس نے التفات بھی نہیں کیا۔ ملازم نے دوبارہ زور سے کہا کہ ''حضور سب جل گیا'' اس نے دوسری دفعہ بھی لاپرواہی سے جواب دے دیا کہ میری کوٹھی نہیں جلی اور بے فکر لکھتا رہا، ملازم نے جب تیسری دفعہ کہا تو انگریز نے کہا کہ ''میں مسلمانوں کے طریقہ پر زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اس لیے میرے مال کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا'' وہ ملازم تو جواب دہی کے خوف کے مارے بھاگا ہوا گیا تھا کہ صاحب کہیں گے کہ ہمیں خبر بھی نہیں کی، وہ انگریز کے اس لاپرواہی سے جواب سُن کر واپس آگیا، آکر دیکھا تو واقع میں سب کوٹھیاں جل چکی تھیں مگر اس انگریز کی کوٹھی باقی تھی۔''[1]

بقیہ: **تحریکِ احمدیت**

نام کندہ کرا دیے تاکہ تدفین کا ثبوت ہو جائے۔ اور معاملہ قانون کی عدالت میں لے جایا جاسکے۔ مارچ میں بٹالہ کی مساجد میں احرار نے نوٹس لگوا دیے جن میں احمدیوں کا داخلہ ممنوع قرار دے دیا گیا تھا۔ احمدیوں نے ایک غیر احمدی کو بے دردی سے مارا پیٹا حتّی کہ پولیس اسے چھڑوا کر لے گئی جس پر قادیان کے پرانے مسلمانوں کے قبرستان میں قادیانیوں کے بچوں کی تدفین پر جھگڑا ہو گیا۔ نتیجۃً ۱۹ احمدیوں کے خلاف تعزیرات ہند کی دفعات ۳۲۶ اور ۱۴۷ کے تحت مقدمہ چلایا گیا اور ان میں سے گیارہ کو جرمانے کی سزائیں دی گئیں۔ ایک ماہ بعد احرار کے ایک گروہ نے امرتسر کے نواح میں مسلمانوں کے قبرستان میں ایک احمدی کی تدفین روکنے کی کوشش کی۔

(جاری ہے)

---

[1] آپ بیتی ج ۱ ص ۸۸